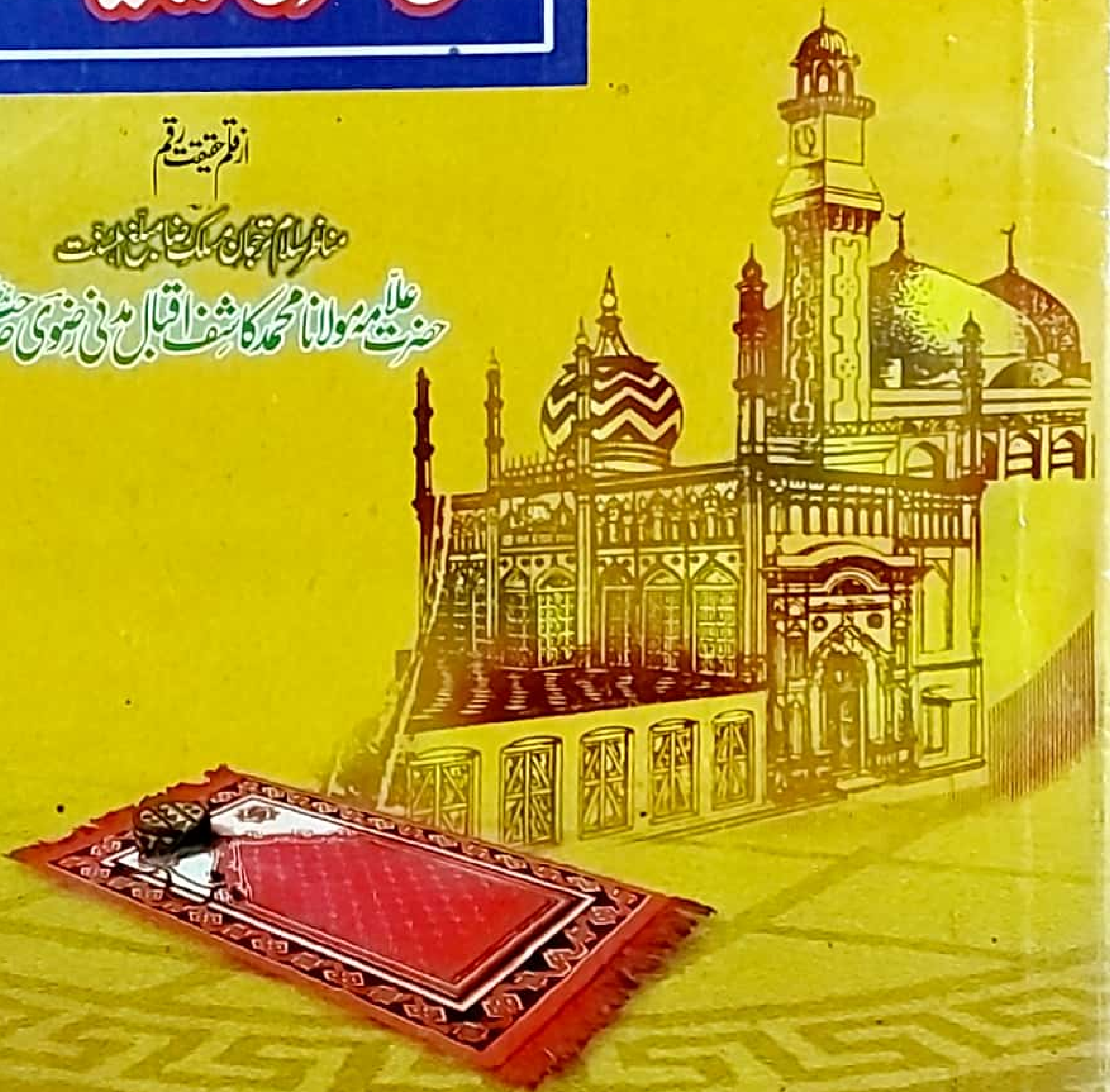
ننگے سر نماز پڑھنے کی شرعی حیثیت

از قلم حقیقت رقم

مناظر اسلام ترجمان مسلک رضا مبلغ اہلسنت
حضرت علامہ مولانا محمد کاشف اقبال مدنی رضوی صاحب مدظلہ



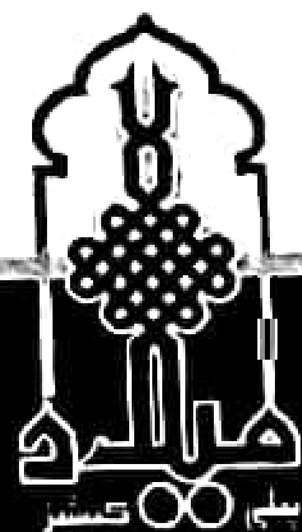
میلاد پبلیکیشنز

ننگے سر نماز پڑھنے

کی شرعی حیثیت

مصنف

مولانا محمد کاشف اقبال مدنی



میلاد پبلیکیشنز

داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

☎ 042-7220939

Mob:0333-4503530

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب: ننگے سر نماز پڑھنے کی شرعی حیثیت

مصنف: مولانا محمد کاشف اقبال مدنی

سن اشاعت: یکم اکتوبر 2007ء

تعداد: 1100

صفحات: 88

قیمت: 40 روپے

ناشر: میلاد پبلی کیشنز

میلاد پبلی کیشنز

داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

موبائل: 0333-4503530 فون: 042-7220939 محمد امجد علی عطاری

E-mail:amjadaliattari@yahoo.com

ملنے کے پتے

(1) مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور

(2) ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور۔

(3) مکتبہ غوثیہ اوکاڑہ

(4) نورانی کتب خانہ نیو مارکیٹ بھائی پھیرو

(5) مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ لاہور

(6) مکتبہ قطب مدینہ میانوالی

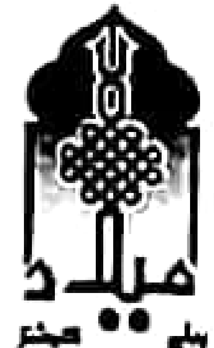
(7) شبیر برادرز اردو بازار لاہور

(8) مکتبہ فیضان مدینہ لالہ موسیٰ

(9) مکتبۃ المدینہ ملتان

(10) مکتبہ فیضانِ رضا بصیر پور

میلاد پبلیکیشنز دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ لاہور



فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
انتساب	5
حصہ اوّل	6
ننگے سر نماز کی ممانعت قرآن و حدیث کی روشنی میں	7
ننگے سر نماز سے نبی کریم ﷺ کا منع فرمانا	10
امام شعرانی کا مقام و مرتبہ	10
امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ	10
سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ	10
ننگے سر نماز فقہاء کی نظر میں	11
وہابیہ کے دلائل اور ان کے منہ توڑ جوابات	12
عمامہ سنت مصطفیٰ ﷺ ہے	13
عمامہ کے فضائل مبارکہ	14
ننگے سر کی بجائے ٹوپی بھی سُنّت ہے	15
حصہ دوم	
ننگے سر نماز وہابی علماء کی نظر میں	18
مولوی نذیر حسین دہلوی	19
مولوی ثناء اللہ امرتسری	20
ابو سعید شرف الدین دہلوی	20
صحیفہ اہل حدیث کراچی	21
ننگے سر پھرنا بے دین لوگوں کا حلیہ وہابی مولوی کا فتویٰ	21
مولوی مفتی ابو البرکات	
مولوی عبد المجید خادم سوہدروی	21
مولوی داؤد غزنوی	22
مولوی اسماعیل سلفی وہابی	25
مولوی محمد منیر قمر وہابی	30
فقہ السنہ سیّد سابق	30
مؤخذات و اعتراضات	31
ننگے سر نماز کے دلائل کی استنادی حیثیت	33
پہلی دلیل	34
دوسری دلیل	34
تیسری دلیل	36
تمام المنہ شیخ البانی	37
مولوی عبد الستار حماد مفتی ہفت روزہ اہل حدیث لاہور	38
زبیر علی زئی	40
ناصر الدین البانی : ہفت روزہ الاعتصام لاہور	40

وحیدالزمان حیدرآبادی 40
مولوی محمد ادریس کیلانی وہابی 41
ہفت روزہ اہل حدیث لاہور 41
مولوی محب اللہ راشدی وہابی 41
نماز میں سر ڈھانپنے کا مسئلہ 42
محمد اسحاق بھٹی وہابی 51
مولوی عبد اللہ وہابی آف ڈیرہ 54
غازیخان
ضرب الفاس کا جواب 56
آمدم بر سر مطلب 61
صحابہ کی تنگی 62
میری تائید 66
حالت احرام 68
سر ستر میں نہیں ہے 69
بڑی زبردست دلیل 70
لفظ نزع 71
ایک اور دلیل 72
گرمی کا عذر 73
میری تائید 75
پگڑی سے نماز پڑھنے کا ثواب 76
دس ہزار نیکیاں 77
اخبار تنظیم 77
مولانا عبدلقادر صاحب 70
صحیفہ اہلِ حدیث کراچی کی 78
شہادت ملاحظہ ہو
نتیجہ صاف ہے 79
صحیفہ اہل حدیث کراچی کی 81
دوسری شہادت
مآخذ و مراجع کتب 83

انتساب

فقیر راقم الحروف اپنی اس کاوش کو

امام الآئمہ کشف الغمہ سراج الآئمہ تاجدار فقاہت

سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ

اور

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سُنّت مجدد دین وملت

امام الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز

اور

آفتاب علم وحکمت منبع رُشد وہدایت محدث اعظم پاکستان

مولانا علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب قدس سرہٗ العزیز

اور

نائب محدث اعظم پاکستان حامی سُنّت ماحی بدعت

مولانا محمد عبدالرشید صاحب قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

کے اسماء مبارک سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

دُعاؤں کا طالب

محمد کاشف اقبال مدنی قادری رضوی

مدرس جامعہ غوثیہ رضویہ مظہر اسلام

سمندری شریف، ضلع فیصل آباد

حصّہ اوّل

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد

ننگے سر نماز کے متعلق غیر مقلدین وہابیہ آئے دن اہل سنّت کے موٴقف کی تضحیک کرتے رہتے ہیں اور چیلنج بازی کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ ہمارے بھولے بھالے سُنّی مسلمان جس سے پریشان ہوجاتے ہیں۔ ہم نے مناسب خیال کیا کہ بلاعذر و بلاضرورت ننگے سر نماز کی ممانعت کے دلائل عوام الناس کے افادہ کے لئے تحریر کردیئے جائیں۔ تاکہ بوقتِ ضرورت فتنہ پرور وہابیہ کا منہ بند کیا جاسکے۔ ہم نے حصہ اوّل میں اپنے دلائل تحریر کردیئے ہیں۔ اور حصّہ دوم میں اہل سُنّت کے موٴقف کی تائید وہابیہ کے مسلمہ اکابر سے بیان کی ہے تاکہ کسی کو شکوک وشبہات کی گنجائش نہ رہے۔

مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے فقیر کی اس حقیر سی کاوش کو قبول فرمائے۔ اور اسے شرف قبولیت عطا فرمائے۔ ہمارے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین۔

اس موضوع پر تحریر کا حکم فقیر راقم الحروف کو پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ محمد غوث رضوی صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ رشیدیہ رضویہ سمندری شریف نے دیا۔ فقیر نے خدا اور اس کے رسول کے فضل سے لکھنا شروع کردیا۔ برادر گرامی مناظر اسلام مولانا ابو الحقائق غلام مرتضیٰ ساقی صاحب اور مناظر اسلام برادر مکرم مولانا مفتی محمد جمیل رضوی صاحب نے بھی اسے پسند فرمایا۔

مولا کریم خدمتِ دین کی توفیق مزید عطا فرمائے۔ آمین۔

خادم اہلسنّت

محمد کاشف اقبال مدنی سرپرست انجمن فکر رضا پاکستان

مدرس جامعہ غوثیہ رضویہ مظہر اسلام سمندری شریف

3 محرم 1426ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ننگے سر نماز کی ممانعت قرآن وحدیث کی روشنی میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

یبنی ادم خذو از ینتکم عند کل مسجد

اے آدم علیہ السلام کی اولاد اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ۔

اس آیت کی تفسیر میں حکیم الأمت مفتی احمد یار خان نعیمی m لکھتے ہیں کہ

اس سے معلوم ہوا کہ نماز جہاں تک ہوسکے اچھے لباس میں پڑھے۔اور مسجد میں اچھی حالت میں آوے، بدبودار کپڑے، بدبودار منہ لے کر مسجد میں نہ آوے۔ایسے ہی ننگا مسجد میں نہ آوے۔﴿نور العرفان صفحہ 244﴾

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ

نماز کے وقت زیبائش مستحب ہے۔﴿تفسیر ابن کثیر جلد 2، صفحہ 210﴾

امام نسفی لکھتے ہیں کہ

سنت یہ ہے کہ بندہ نماز کے لئے اچھی ہئیت اختیار کرے اس لئے کہ نماز رب تعالیٰ کی بارگاہ میں مناجات ہے۔﴿تفسیر مدارک جلد 2، صفحہ 88﴾

امام اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

نماز کی حالت میں اچھا لباس زیب تن کرنا مستحب ہے۔

﴿تفسیر روح البیان جلد 3، صفحہ 154﴾

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔کہ

بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اس کی نعمت کا اثر اس کے بندے پر دیکھا جائے۔﴿تفسیر در منثور جلد 3 صفحہ 79﴾

جب اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہے تو وسعت اختیار کرو۔﴿صحیح بخاری جلد 1، صفحہ 53﴾

سیدنا امام حسن مجتبیٰ بوقت نماز اچھا لباس زیب تن فرماتے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے۔ میں یہ زیبائش اپنے رب کے لئے کرتا ہوں۔

﴿تفسیر روح المعانی جلد 5، صفحہ 79﴾

حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ہر رات نماز تہجد کے لئے بڑا قیمتی لباس اور عمامہ شریف پہنتے اور فرمایا کہ جب ہم ایک دوسرے سے ملاقات کے وقت اچھے لباس پہنتے ہیں تو رب تعالیٰ اس کا زیادہ حق دار ہے۔ ﴿تفسیر روح البیان جلد 3 صفحہ 154﴾

عن عبداللہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا صلی احد کم فلیلبس ثوبیہ فان اللہ احسن ان یزین لہ

﴿سنن کبریٰ بیہقی جلد 2، صفحہ 436، مصنف عبدالرزاق جلد 1، صفحہ 385﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو دو کپڑوں میں نماز پڑھے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کے لئے زینت اختیار کی جائے۔

عن ابن مسعود لا یصلی فی ثوب واحد وان کان اوسع مما بین السمآء والارض یصلی وھو مضطبع ﴿مصنف ابن ابی شیبہ جلد 1، صفحہ 349﴾

یعنی حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کوئی آدمی ایک کپڑے میں نماز ادا نہ کرے کسی حالت میں بھی۔

عن نافع قال لانی ابن عمر وانا اصلی فی ثوب واحد فقال لہ الکسک قلت بلی قال فلوبعثتک کنت تذھب ھکذا قلت لا قال فاللہ احسن ان ترین لہ ﴿سنن کبریٰ بیہقی جلد 2، صفحہ 236﴾

نافع سے مروی فرمایا کہ حضرت ابن عمر h نے مجھے ایک کپڑے میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ میں نے تمہیں دو کپڑے نہیں پہنائے، میں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا اگر میں تمہیں کسی جگہ بھیجوں تو اسی حالت میں چلے جاؤ گے۔ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا تو پھر اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کے لئے زینت کی جائے۔

ان احادیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ وسعت عطا فرمائے تو قمیض تہبند اور عمامہ کے ساتھ نماز ادا کرنی چاہئے۔ یعنی ایک سے زائد کپڑوں میں نماز ادا کی جائے۔ ان احادیث کے مخالف وہابیہ ننگے سر نماز ادا کرتے ہیں اور صرف ایک کپڑے میں نماز ادا کرنے پر زور دیتے ہیں۔ حالانکہ سرور کائنات ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عموماً با عمامہ اور با ٹوپی نماز ادا کرنا منقول ہے عمامہ اور ٹوپی کے مسنون ہونے کے دلائل تو آئندہ ہم ذکر کریں گے۔ یہاں صرف یہ بتلانا مقصود ہے حضور سید عالم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عمامہ یا ٹوپی کے ساتھ نماز ادا کرتے تھے۔

عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن خالہ قال اتیت النبی ﷺ فی الشتاء فوجدتھم یصلون فی البرانسی والاکسیہ وایدیھم فیھا رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ مرثقون ﴿مجمع الزوائد جلد 2، صفحہ 51﴾

کلیب کے والد اپنے ماموں سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں سردیوں کے موسم میں حاضر ہوا۔ وہ سب ٹوپیاں پہنے ہوئے نماز ادا کر رہے تھے۔ اور چادر اوڑھے ہوئے تھے اور ان کے ہاتھ ان کی چادروں میں تھے۔

قال الحسن کان القوم یسجدون علی العمامۃ والقلنسوۃ ومداہ فی کمہ ﴿صحیح بخاری جلد 1، صفحہ نمبر 56﴾

اس کا ترجمہ ہم وہابیہ کے مجتہد وحید الزمان حیدر آبادی کے قلم سے پیش کر رہے ہیں کہ

امام حسن بصری نے کہا صحابہ عمامہ اور ٹوپی پر سجدہ کرتے تھے اور ان کے دونوں ہاتھ آستینوں میں ہوتے۔ ﴿تیسیر الباری جلد 1، صفحہ 296﴾

وضع ابو اسحاق قلنوۃ فی الصلوٰۃ ورفعھا ﴿صحیح بخاری جلد 1، صفحہ نمبر 56﴾

ابو اسحاق نے نماز میں اپنی ٹوپی کو رکھا اور اونچا کیا۔

(ابو اسحاق نے 38 صحابہ کرام سے حدیث روایت کی ہے)

کان یلبس القلانس تحت العمائم وبغیر العمائم

﴿جامع صغیر جلد 1، صفحہ 394﴾

حضور ﷺ ٹوپی عمامہ کے نیچے پہنتے تھے اور ٹوپی بغیر عمامہ کے پہنتے تھے۔

ننگے سر نماز سے نبی کریم ﷺ کا منع فرمانا:

امام عبدالوھاب شعرانی لکھتے ہیں کہ

کان النبی ﷺ یامر یستر الراس فی الصلوٰۃ بالعمامۃ والقلنسوۃ وینھی عن کشف الراس فی الصلوٰۃ ﴿کشف الغمہ جلد1، صفحہ 103﴾

نبی کریم ﷺ نماز میں عمامہ یا ٹوپی کے ساتھ سر ڈھانپنے کا حکم ارشاد فرماتے تھے۔اور ننگے سر نماز پڑھنے سے منع فرماتے تھے۔

امام شعرانی کا مقام و مرتبہ:

یہ روایت جس شخصیت نے نقل فرمائی ہے وہ وہابیہ کے نزدیک بھی ولی کامل اور مسلمہ شخصیت ہیں وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے انہیں ولی کامل قرار دیا ہے کتاب التعویزات صفحہ 148 نواب مذکور نے مزید امام شعرانی کے متعلق لکھا ہے کہ

"آپ جید عالم دین، محدث، صوفی اور صاحب کثیر کرامات اور تصانیف تھے۔آپ سنت کے متبع اور بدعت سے اجتناب کرنے والے تھے۔ ﴿التاج المکلل صفحہ 461﴾

وہابیہ کے امام العصر محمد ابراہین میر سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ

امام عبدالوھاب شعرانی مصر کے اولیاء اللہ سے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔مجھ نابکار کو ان سے بہت عقیدت ہے۔۔۔۔۔(میں نے) ان کی مسجد میں نماز مغرب ادا کی اور ان کے مزار مقدس پر فاتحہ پڑھی۔ ﴿تاریخ اہل حدیث صفحہ 82، حاشیہ﴾

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

حضرت داؤد طائی نے فرمایا کہ میں بیس سال سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا میں نے خلوت وجلوت میں کبھی آپ کو ننگے سر نہیں دیکھا۔ ﴿تذکرۃ الاولیاء صفحہ 123﴾

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

آپ سے منسوب کتاب غنیۃ الطالبین میں ہے کہ

ــــــہ کشف راسه بین الناس ﴿غنیۃ الطالبین جلد 1، صفحہ 18، طبع مصر﴾

اور مکروہ ہے۔ آدمی لوگوں کے درمیان ننگے سر ہو۔

یعنی گویا ننگے سر نماز تو در کنار عموماً ننگے سر رہنا بھی معیوب ہے۔

ان تمام روایات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بلاوجہ و بلا عذر ننگے سر نماز کو معمول بنا لینا مکروہ ہے۔ تمام اکابرین اُمت کے خلاف ہے۔

ننگے سر نماز فقہاء کی نظر میں:

ملک العلماء امام کاسانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

یستحب ان یصلی الرجل فی ثلاثه ثواب قمیض رازار وعمامة

﴿بدائع الصنائع جلد 1، صفحہ 419﴾

مستحب یہ ہے کہ آدمی تین کپڑوں میں نماز پڑھے قمیض ازار اور عمامہ۔

عمامہ اور ٹوپی کی موجودگی میں بلا عذر اور لا پرواہی یا فیشن کی وجہ سے ننگے سر نماز فقہاء کرام کے نزدیک مکروہ ہے۔

﴿فتاویٰ عالمگیری جلد 1، صفحہ 176۔ درمختار جلد 1، صفحہ 91۔ بحر الرائق جلد 1، صفحہ 65۔ خلاصۃ الفتاویٰ جلد 1، صفحہ 58۔ فتاویٰ رضویہ جلد 3، صفحہ 470﴾

ہمارے ان دلائل سے بات ثابت ہوگئی کہ ننگے سر نماز پڑھنا عموماً نہ تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت مبارکہ ہے۔ اور نہ صحابہ کرام کا طریقہ ہے ہماری معلومات کے مطابق حج وعمرہ کے سوا کوئی صحیح حدیث نہیں جس میں یہ ہو کہ حضور سیدی عالم صلی اللہ علیہ وسلم ننگے سر گھومتے پھرتے تھے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس پر عمامہ تھا۔ اور بوقت نماز آپ نے عمامہ اتار کر سامنے رکھ دیا ہو اور ننگے سر نماز ادا کی ہو۔ اس لئے ننگے سر نماز کو فیشن کا اتباع تو کہا جا سکتا ہے۔ مگر اسے سُنت قرار نہیں دیا جا سکتا۔

ننگے سر عبادت کرنا عیسائیوں کا مذہب ہے۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیے۔

انجیل میں ہے کہ مرد کو اپنا سر ڈھانکنا نہ چاہئے۔ ﴿انجیل صفحہ 162﴾

اب یہ تو وہابیہ ہی بتائیں گے کہ یہ کس کی اتباع کر رہے ہیں۔

وہابیہ کے دلائل اور ان کے منہ توڑ جوابات:

وہابیہ ایک کپڑے میں نماز کی روایات سے ننگے سر نماز کا استدلال کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان روایات پر عمل کے طور پر وہابیہ صرف سر ہی کیوں کھلا چھوڑتے ہیں۔ قمیض شلوار شیروانی وغیرہ سب پہنتے ہیں خود وہابیہ ہی بتائیں کہ یہ ایک کپڑے میں نماز ہوتی ہے۔ یہ روایات تو خود ان وہابیوں کے مخالف ہیں۔

اس مسئلہ میں وہابیہ جتنی روایات پیش کرتے ہیں سبھی کے جوابات ان کے اکابر نے خود دیئے ہیں۔ حصہ دوم میں ہم وہابیہ کے اکابر کی تحریریں پیش کریں گے۔ ان تمام محولہ روایات کے جوابات وہیں ملاحظہ فرمائیں۔ صرف ایک غلط فہمی کا ازالہ یہاں کیا جا رہا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ بعض کتب فقہ میں اور اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب احکام شریعت میں ہے کہ عاجزی اور خشوع کے لیئے ننگے سر نماز جائز ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے

اولاً، عموماً ننگے سر نماز پڑھنے والوں کا یہ عمل بطور عاجزی و خشوع نہیں ہے بلکہ بطور فیشن اور غفلت و سستی کی وجہ سے ہے لہٰذا اس کلیہ سے مذکور استدلال غلط ہے۔

ثانیاً، یہ اجازت ایک حالت میں ہوتی ہے۔ جس کو عمومی حالات پر منطبق کرنا جہالت و حماقت ہے۔

ثالثاً، اس اجازت کا تعلق اس عاجزی سے ہے جس سے عمامہ شریف اور سر ڈھانپ کر نماز پڑھنے کی فضیلت متاثر نہ ہو مگر وہابیہ کو آپ دیکھیں گے کہ عمامہ شریف یا کوئی کپڑا سر پر موجود ہونے کے باوجود سر سے اتار کر نماز پڑھیں گے یہ تو ضد اور ہٹ دھرمی ہے نہ کی عاجزی و انکساری۔

رابعاً، امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ عاجزی و خشوع سے ننگے سر نماز کے متعلق ملتقط سے علامہ سید امام کا فرمان نقل کرتے ہیں۔

ننگے سر نماز مطلقاً مکروہ ہے اس لئے کہ خشوع تو حقیقتاً دل کا خشوع ہوتا ہے۔
ننگے سر نماز سے نماز کی تعظیم و ہیبت کا ترک لازم آتا ہے۔

﴿طحطاوی علی الدر المختار جلد 1، صفحہ 271﴾

رسم المفتی جو عرف سے واقف نہیں احوال زمانہ سے واقف نہیں جاہل ہے۔ اس لئے احوال زمانہ اور بدعقیدگی کے طوفان بدتمیزی کے پیش نظر ننگے سر نماز کو مکروہ ہی کہنا درست ہے۔

خامساً، ضمناً عرض ہے احکامِ شریعت اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی تصنیف نہیں ہے۔ ہمارے متعدد علماء اس کی تصریح کر چکے ہیں۔ مثلاً مناظر اسلام مولانا غلام مہر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جوابات رضویہ صفحہ 65، مفتی اقتدار احمد نعیمی نے العطایا الاصویہ فی فتاویٰ نعیمیہ صفحہ 53، مفتی عبدالمجید سعیدی نے احمد البیان صفحہ 620 پر یہی لکھا ہے۔

اس کے مؤلف سید شوکت علی ہیں اس لئے اس کی مکمل ذمہ داری اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر نہیں ڈالی جاسکتی خود سیدی اعلیٰ حضرت نے عام حالات میں بھی ننگے سر کو عادت بنانے کو مکروہ لکھا ہے۔

﴿فتاویٰ رضویہ جلد 7، صفحہ 389، جدید﴾

عمامہ سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

عمامہ شریف کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سنت ہونا بے شمار دلائل سے ثابت ہے۔ تو جب عمامہ سُنّت ہوا تو ننگے سر رہنا اور ننگے سر نماز یقیناً خلاف سنت ہوا۔ عمامہ کے سُنّت ہونے کے چند ایک دلائل درج ذیل ہیں۔

عن جابر بن عبدالله ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل یوم فتح مکة وعلیه عمامة سوداء

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے دن مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (کے سر انور) پر سیاہ عمامہ تھا۔

﴿صحیح مسلم جلد 1، صفحہ 439، جامع ترمذی جلد 1، صفحہ 293۔ سنن نسائی جلد 2، صفحہ 259﴾

عن سلیمان بن ابی عبدالله قال ادرکت المهاجرین الاولین یعتمون بعمائم کرابیس سود و بیض وحمر وخضر و صفر یصنع احدهما العمامة علی راسه ویصنع القلنسوة فوقها ثم العمامة هکذا یعنی الکوره

سلیمان بن ابی عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مہاجرین اولین کو دیکھا ہے وہ سیاہ، سفید، سرخ، سبز اور زرد رنگ کا عمامہ سر کے اوپر رکھتے اوپر ٹوپی پہنتے اور اس کے گرد عمامہ لپیٹ لیتے۔ ﴿مصنف ابن ابی شیبہ جلد 6، صفحہ 48﴾

ضمناً عرض ہے کہ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سبز عمامہ بھی صحابہ کرام کی سنت ہے۔
اختصار مانع ہے ورگرنہ بے شمار حوالہ جات درج کیے جاسکتے ہیں خود وہابیہ کے مجلۃ الدعوۃ کے مفتی مبشر ربانی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ عمامہ باندھنا حضور سید عالم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔
﴿آپ کے مسائل جلد 1، صفحہ 495﴾

عمامہ کے فضائل مبارکہ:

1:۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نفل یا فرض نماز عمامہ کے ساتھ پچیس نمازیں بے عمامہ کے برابر ہیں۔ اور ایک جمعہ عمامہ کے ساتھ ستر جمعہ بے عمامہ کے برابر ہے۔ ﴿جامع صغیر جلد 1، صفحہ 314﴾

2:۔ حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بے عمامہ کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں۔ ﴿مسند الفردوس جلد 2، صفحہ 365﴾

3:۔ حضرت انس سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکی کے برابر ہے۔ ﴿مسند الفردوس جلد 2، صفحہ 406﴾

4:۔ حضرت سالم سے مروی فرمایا میں اپنے والد گرامی حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ عمامہ باندھ رہے تھے جب عمامہ باندھ چکے تو میری طرف توجہ کر کے فرمایا تم عمامہ کو محبوب رکھتے ہو میں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ فرمایا اسے دوست رکھو عزت پاؤ گے۔ اور جب شیطان تمہیں دیکھے گا تم سے پیٹھ پھیر لے گا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔ ایک نماز نفل ہو یا فرض عمامہ کے ساتھ بے عمامہ کی پچیس نمازوں کے برابر ہے۔ اور عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بے عمامہ کے ستر جمعوں کے برابر ہے۔ پھر فرمایا اے میرے بیٹے عمامہ باندھا کر و فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھ کر آتے ہیں اور غروب آفتاب تک عمامہ والوں پر سلام بھیجتے ہیں۔ ﴿کنز العمال جلد 15، صفحہ 306﴾

5:۔ حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عمامے مسلمانوں کا وقار اور عرب کی عزت ہیں تو جب عرب عمامے اتار دیں اپنی عزت اتار دیں گے۔ ﴿مسند الفردوس جلد 2، صفحہ 88﴾

6:۔ حضرت ابوداؤد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ جمعہ کے دن عمامہ والوں پر۔ ﴿مجمع الزوائد جلد 2، صفحہ 176﴾

7:۔ امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے بدر و حنین کے دن ایسے فرشتوں سے مدد فرمائی جو اس طرز کا عمامہ باندھتے ہیں بے شک عمامہ کفر و ایمان میں فارق ہے۔ ﴿سنن کبریٰ جلد 10، صفحہ 14﴾

8:۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، عمامہ باندھو تمہارا حلم بڑھے گا۔

﴿مستدرک جلد 4، صفحہ 192۔ المعجم الکبیر طبرانی جلد 1، صفحہ 62۔ مجمع الزوائد جلد 5، صفحہ 119۔ فتح الباری جلد 10، صفحہ 273، کنز العمال جلد 15، صفحہ 205۔ اتحاف السادۃ المستقین جلد 3، صفحہ 54۔ ابن عساکر جلد 5، صفحہ 178۔ تاریخ بغداد جلد 11، صفحہ 394﴾

9:۔ حضرت رکانہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میری اُمت ہمیشہ دین حق پر رہے گی جب تک وہ ٹوپیوں پر عمامہ باندھیں گے۔ ﴿مسند الفردوس جلد 5، صفحہ 93﴾

10:۔ حضرت عبداللہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ کو بلایا اور ان کے سر پر عمامہ باندھا کہ عمامہ کا ایک سر پیچھے چھوڑ دیا اور فرمایا اسی طرح عمامہ باندھو، عمامہ اسلام کی نشانی ہے۔ اور یہ مسلمانوں اور مشرکوں میں فارق ہے۔ ﴿کنز العمال جلد 15، صفحہ 483﴾

اختصار مانع ہے وگرنہ بے شمار احادیث موجود ہیں اس پر اکتفا کرتے ہیں۔ مزید تفصیل کے شائقین سیدی اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ 72 اور محدث جلیل مولانا وصی احمد محدث صورتی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ عمامہ سنت مصطفیٰ ﷺ ملاحظہ فرمائیں۔

ننگے سر کی بجائے ٹوپی بھی سُنّت ہے:

عمامہ شریف افضل ہے جو دلائل سے ثابت ہو گیا اور ننگے سر رہنا یہ سنت کے خلاف ہونا بھی بدیہی ثابت ہو گیا صرف ٹوپی بھی حضور سید عالم ﷺ اور جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ چند ایک دلائل یہ ہیں۔

1:۔ حضرت ابن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس دن حضرت موسیٰ

علیہ السلام نے اپنے رب سے کلام کیا اس دن انہوں نے ایک اُون کی چادر اُون کا جبہ اُون کی ٹوپی اور اُون کی شلوار پہنی ہوئی تھی۔ اور دراز گوش کی کھال کی دو جوتیاں پہنی ہوئی تھیں۔

﴿جامع ترمذی جلد 1، صفحہ 303﴾

2:۔ حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شہداء چار قسم کے ہیں ایک وہ آدمی جس کا ایمان مضبوط ہو وہ دشمن سے مقابلہ کرے، اور اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرے، اور وہ شہید ہو جائے۔ یہی وہ آدمی ہے کہ قیامت کے دن اس کی طرف لوگ سر اُٹھا کر دیکھیں گے۔ آپ نے سر اُوپر اُٹھایا حتیٰ کہ آپ کی ٹوپی گر گئی۔

﴿جامع ترمذی جلد 1، صفحہ 293﴾

3:۔ حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک آدمی نے سوال کیا محرم کیا لباس پہنے۔ آپ نے فرمایا قمیض، عمامہ، شلوار ٹوپی اور مرزیے نہ پہنے اور زعفران اور سے رنگے کپڑے نہ پہنے۔ ﴿صحیح بخاری جلد 1، صفحہ 309﴾

اس حدیث میں حالت احرام میں ٹوپی اور عمامہ پہننے سے منع فرمایا معلوم ہوا کہ عمامہ اور ٹوپی ویسے صحابہ میں عام رواج تھا۔

4:۔ حضرت ہلال بن یساف فرماتے ہیں ہم رقہ (شہر) گئے۔ ہمارے بعض ساتھیوں نے کہا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ نبی محترم ﷺ کے صحابی سے ملاقات کریں۔ میں نے کہا یہ تو بڑی غنیمت ہے۔ پھر ہم حضرت وابصہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا پہلے ہم ان کے اطوار وطریق کو دیکھتے ہیں۔ پھر ہم کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ان کے سر سے ایک دو کانوں والی ٹوپی چمٹی ہوئی ہے اور ایک غبار آلود لمبی ٹوپی پہنی ہوئی ہے اور وہ عصا کے سہارے نماز پڑھ رہے ہیں۔ ﴿سنن ابوداؤد، جلد 1، صفحہ 136﴾

5:۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفید ٹوپی پہنتے تھے۔

﴿فیض القدیر جلد 5، صفحہ 248۔ کنز العمال جلد 7، صفحہ 121۔ سراج المنیر جلد 3، صفحہ 165﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے۔ ﴿مجمع الزوائد جلد 5، صفحہ 161﴾

علامہ مناوی اور زبیدی لکھتے ہیں کہ حافظ عراقی نے ترمذی کی شرح میں لکھا ہے کہ ٹوپیوں

کے متعلق سب سے عمدہ سند کی حدیث یہ ہے۔ ''حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ سفر میں کانوں والی ٹوپی اور حضر میں شامی ٹوپی پہنتے تھے۔''

﴿فیض القدیر جلد 5، صفحہ 246۔ اتحاف السادۃ المتقین جلد 7، صفحہ 147﴾

حضور سید عالم ﷺ کے ٹوپی پہننے کا ذکر جلیل القدر آئمہ محدثین نے کیا چند ایک حوالہ جات یہ ہیں۔

احیاء العلوم جلد 7، صفحہ 127۔ زرقانی جلد 5، صفحہ 14۔ سیرت حلبیہ جلد 3، صفحہ 450۔ المدخل جلد 2، صفحہ 366۔

حضرت ہشام کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن زبیر کو چھجے والی ٹوپی پہنے دیکھا۔

﴿مصنف ابن ابی شیبہ جلد 6، صفحہ 33﴾

امام ابن ابی شیبہ نے امام زین العابدین، حضرت ابوموسیٰ، امام ابراہیم نخعی اور امام ضحاک کے ٹوپی پہننے کا بھی ذکر کیا ہے۔ ﴿مصنف ابن ابی شیبہ جلد 6، صفحہ 33﴾

وہابیہ کے امام ابن قیم نے بھی رسول اللہ ﷺ کے ٹوپی پہننے کا ذکر کیا ہے۔ ﴿زاد المعاد جلد 1، صفحہ 34﴾

قارئین کرام اتنے ٹھوس اور کثیر دلائل سے ثابت ہو گیا کہ عمامہ اور ٹوپی سنت ہے۔ یا تو وہابیہ ثابت کریں سند صحیح حضور سید عالم ﷺ، عمامہ یا ٹوپی پہنتے تھے۔ مگر نماز کے وقت اتار دیتے تھے۔ مگر یہ وہابیہ کے بس کی بات نہیں ہے۔

ہمارے قارئین کرام پر یہ روشن ہو گیا کہ وہابیہ ہمیشہ حدیث کا دعویٰ تو کریں گے۔ مگر کریں گے حدیث کی مخالفت۔

اور اگر کوئی سنت پر بظاہر عمل کر بھی لیں گے۔ تو اس میں ان کا مطلوب و مقصود سنت نہ ہوگا بلکہ فتنہ و فساد ہوگا۔ وگرنہ سنت سے وہابیہ کا کوئی تعلق بھی نہیں ہوتا۔ اس کے تفصیلی دلائل فقیر کی کتاب وہابیت کے بطلان کا انکشاف میں ملاحظہ فرمائیں۔

حصہ دوم

ننگے سر نماز وہابی علماء کی نظر میں

عموماً وہابیہ ننگے سر نماز نہ صرف پڑھتے ہیں بلکہ اس پر ضد کرتے ہوئے احناف کو بدعت کا مرتکب قرار دیتے ہوئے فتوے اور چیلنج بازی کرنے کا شغل میں مصروف رہتے ہیں۔

حالانکہ ننگے سر نماز تہذیب کے بھی خلاف ہے اور رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کے آداب کے بھی خلاف ہے۔

دُنیا میں ہم معزز افراد پیر، استاد وغیرہ کے سامنے ادب سے حاضر ہوتے ہیں۔ مگر کتنی ستم ظریفی ہے کہ وہابی رب تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی وانکساری کی بجائے اکڑ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہابیہ کے مجتہد وحید الزمان نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ

''میں تو قیامت کے دن بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ننگے سر حاضر ہونا پسند کرتا ہوں''

﴿لغات الحدیث جلد 2، صفحہ 60﴾ کتاب س

وہابی اکابر کے ہاں سر پر کپڑا لے کر حاضر ہوتے فتاویٰ برکاتیہ صفحہ 10۔

وہابیہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گندگی سے آلود جوتیوں سمیت حاضر ہو کر کپڑا موجود ہونے کے باوجود ننگے سر نماز کو کار ثواب جانتے ہیں۔ سر ڈھانپ کر نماز پڑھنے پر ہم نے دلائل قرآن و حدیث سے تو لکھ دیئے ہیں۔ مگر وہابیہ کا معمول ہے کہ اپنے مذہب کے خلاف قرآن وحدیث کو بھی ٹھکرا دیتے ہیں۔ کہیں ضعیف حدیث کا بہانہ تو کہیں ترجمہ میں زبردستی کا بہانہ ہوتا ہے۔ مگر جہاں اپنے بڑے مولوی کی بات آجائے تو وہیں سر تسلیم خم کر لیں گے۔ اگرچہ زبان سے کہتے رہیں کہ کہ ہم کسی کے مقلد نہیں وغیرہ۔

اس بات کا تذکرہ خود وحید الزمان حیدرآبادنے بھی کیا ہے کہ ہمارے اہل حدیث آئمہ فقہاء کی تقلید کو تو شرک کہتے ہیں مگر ابن قیم ابن تیمیہ وغیرہ کی تقلید کرتے ہیں۔﴿حیات وحید الزمان صفحہ 102﴾

اگر یقین نہ آئے تو خود آزما کر دیکھ لیں کہ آپ وہابی کے سامنے ان کے مذہب کے خلاف قرآن و حدیث پیش کریں تو جواب میں کہیں گے کہ ہم اپنے مولوی صاحب سے پوچھ کر بتائیں گے۔ یہ حال ہے ان کی قرآن وحدیث سے وابستگی کا۔ اس لئے ہم نے مناسب خیال کیا کہ قرآن وحدیث کے دلائل کے ساتھ ساتھ وہابیہ پر اتمام حجت کے لئے اس مسئلہ میں خود وہابیہ کے اکابرین کے فتاویٰ جمع کر دیئے جائیں تا کہ یا تو اپنے اس گندے مذہب کو چھوڑ کر سنت کے عامل بن جائیں یا شرم سے ڈوب مریں۔

مولوی نذیر حسین دہلوی:

نماز میں سر ڈھانپنا۔۔۔۔۔۔ایک مسنون امر ہے۔۔۔۔اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ "یبنی ادم وزینتکم عند کل مسجد" اس آیت پاک سے ثابت ہوا کہ ٹوپی وعمامہ سے نماز پڑھنا اولیٰ ہے۔ کیوں کہ لباس سے زینت ہے اگر عمامہ یا ٹوپی رہتے ہوئے نکاسلاً برہنہ نماز پڑھے تو مکروہ ہے۔﴿فتاویٰ نذیریہ جلد 3، صفحہ 372﴾

جمعہ کی نماز ہو یا کوئی اور نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام ز عمامہ باندھ کر نماز پڑھتے تھے اور عمامہ باندھنا دربار شاہی کے منافی نہیں ہے۔ بلکہ اسی شہنشاہ احکم الحاکمین نے اپنے دربار میں حاضر ہونے کی نسبت یہ حکم کیا ہے۔ کہ

خذو زینتکم عند کل مسجد
یعنی تم لوگ ہر نماز کے وقت اپنے لے لیا کرو

یعنی اپنے کپڑے پہن کر نماز پڑھا کرو۔ اور کپڑے میں عمامہ بھی داخل ہے۔ کیوں کہ عمامہ ایک مسنون کپڑا ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

فرق ما بیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس رواہ الترمذی وابوداؤد
یعنی ہمارے مشرکین کے درمیان فرق ہے کہ ہمارے عماموں کے نیچے ٹوپیاں

ہوتی ہیں۔﴿فتاویٰ نذیریہ جلد 3، صفحہ 372۔373﴾

امام مالک فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں ستر کے قریب آدمی دیکھے جنہوں نے سر پر پگڑیاں باندھ رکھی تھیں اور ان میں ایک ایک اس درجہ کا آدمی تھا۔ اگر اس کو بیت المال پر امین بنایا جائے تو امین ثابت ہوتے مرد کے لئے مستحب ہے کہ تین کپڑوں میں نماز پڑھے۔ قمیض، تہبند اور پگڑی۔ پگڑی سر پر رکھا کرو کیوں کہ یہ فرشتوں کا لباس ہے۔ بیہقی۔

﴿فتاویٰ نذیریہ جلد 3، صفحہ 372 حاشیہ﴾

مولوی ثناء اللہ امرتسری:

وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ

''سر ڈھانپنا اچھا ہے (نماز میں) آنحضرت ﷺ نماز میں اکثر عمامہ یا ٹوپی رکھتے تھے۔'' ﴿فتاویٰ ثنائیہ جلد 1، صفحہ 523﴾

صحیح مسنون طریقہ نماز کا وہی ہے جو آنحضرت ﷺ سے بالعموم ثابت ہوا ہے۔ یعنی بدن پر کپڑے اور سر ڈھکا ہوا پگڑی سے یا ٹوپی سے۔﴿فتاویٰ ثنائیہ جلد 1، صفحہ 524، 525﴾

ابوسعید شرف الدین دہلوی:

وہابیہ کے عظیم محقق فتاویٰ ثنائیہ کے محشی مولوی ابوسعید شرف الدین دہلوی لکھتے ہیں کہ

''یہ بعض کا جو شیوہ ہے کہ گھر سے ٹوپی یا پگڑی سر پر رکھ کر آتے ہیں اور ٹوپی یا پگڑی قصداً سر سے اتار کر ننگے سر نماز پڑھنے کو اپنا شعار بنا رکھا ہے اور پھر اس کو سنت کہتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ یہ فعل سنت سے ثابت نہیں ہاں اس فعل کو مطلقاً ناجائز کہنا بھی بے وقوفی ہے۔ ایسے ہی برہنہ سر کو بلاوجہ شعار بنانا بھی خلاف سُنّت ہے اور خلاف سُنّت بے وقوفی ہی تو ہوتی ہے۔'' ﴿فتاویٰ ثنائیہ جلد 1، صفحہ 523﴾

اس سے وہابیہ کی بے وقوفی واضح ہے مزید لکھتے ہیں کہ

''ستر سر مرد کو واجب نہ سہی مگر بحکم ''خذوزینتکم عند کل مسجد'' (آیہ) اور رسول اللہ ﷺ کا سر پر عمامہ رکھنے سے عمامہ سنت ہے اور ہمیشہ ننگے سر کو

نماز کا شعار بنانا بھی ایجاد بندہ ہے اور خلاف سنت گا ہے چنیں کا حکم او ہے شعار کا اور پس اول جائز ثانی ایجاد' ﴿فتاوئ ثنائیہ جلد 1، صفحہ 592﴾

صحیفہ اہل حدیث کراچی:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "خذو زینتکم عند کل مسجد" اس آیت سے ثابت ہوا کہ ٹوپی یا عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنی اولیٰ وافضل ہے۔

کیوں کہ ٹوپی اور عمامہ باعث زیب وزینت ہیں اور نمازی کو اچھی ہیت میں کھڑا ہونا چاہئے۔ ﴿فتاوئ ستاریہ جلد 3، صفحہ 59۔ صحیفہ اہل حدیث کراچی یکم محرم 1371ھ﴾

ننگے سر پھرنا بے دین لوگوں کا حلیہ وہابی مولوی کا فتویٰ:

مولوی مفتی ابوالبرکات:

ننگے سر پھرنا۔۔۔۔آج کل بے دین لوگوں نے اپنا خاص حلیہ اور خاص لباس بنایا ہوا ہے۔ دینداروں کو ان جیسا حلیہ نہیں بنانا چاہئے۔ سنن ابوداؤد میں حدیث ہے۔"من تشبہ لقوم فھو منھم" جس نے جس قوم کی مشابہت ونقل کی وہ ان میں سے ہوگا۔ امام علقمی فرماتے ہیں۔ جو نیک انسانوں کا لباس وچال چلن اپناتے ہیں ان کی عزت کی جائے گی اور جو فاسق بدکار لوگوں کا طریقہ ولباس کو اپنائے گا ان کی عزت نہیں کی جائے گی۔ ﴿فتاوئ برکاتیہ صفحہ 304﴾

ننگے سر نماز تو درکنار ننگے سر پھرنا ہی وہابی مولوی کے نزدیک بے دین لوگوں کا حلیہ ہے۔ ابوہابیوں کو اپنے عمل کو خود ہی دیکھنا چاہئے۔

مولوی عبدالمجید خادم سوہدروی:

(ننگے سر نماز) بطور فیشن لاپرواہی اور تعصب کی بناء پر مستقل اور ابدالآباد کے لئے یہ عادت بنالینا جیسا کہ آج کل دھڑلے سے کیا جارہا ہے ہمارے نزدیک صحیح نہیں نبی ﷺ نے خود یہ عمل نہیں کیا۔ ﴿اہل حدیث سوہدرہ جلد 15، صفحہ 32۔ فتاوئ علماء حدیث جلد 4، صفحہ 281﴾

یہی عبارت وہابیہ کے محقق منیر قمر نے بھی نقل کی ننگے سر نماز صفحہ 19

مولوی داؤد غزنوی:

مولوی ابوبکر غزنوی اپنے والد داؤد غزنوی کے متعلق لکھتے ہیں کہ

"ننگے سر نماز پڑھنا مولانا کو ناگوار گزرتا تھا اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو ایک مرتبہ مسجد چینیاں والی میں بیٹھے تھے کہ ملک محمد رفیق جوان کے پرانے عقیدت مند اور حلقہ مسجد چینیاں والی کے رہنے والے تھے ان کی موجودگی میں مسجد میں آئے اور ننگے سر نماز پڑھنے لگے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ان کو بلایا اور فرمایا، ملک صاحب ایک بات عرض کروں انہوں نے کہا مولانا فرمایئے، کیا ارشاد ہے، کہا ننگے سر نماز نہ پڑھا کریں۔" ﴿داؤد غزنوی صفحہ 134﴾

اس مسئلہ میں مولوی داؤد غزنوی وہابی کا تفصیلی فتویٰ رسالہ الاعتصام میں شائع ہوا تھا۔ جو بعد میں فتاویٰ علماء حدیث میں شامل کر دیا گیا وہ بھی ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔

اقول باللہ التوفیق ننگے سر نماز پڑھنے کے متعلق میں نے طالب علمی کے زمانہ میں اپنے والد بزرگوار (حضرت الامام مولانا عبدالجبار الغزنوی نوراللہ مرقدہٗ) سے کہا تھا۔ انہوں نے اس کا مختصر مگر جامع جواب ارشاد فرمایا وہ عرض کئے دیتا ہوں۔ فرمایا کہ سر اعضاء ستر میں سے تو نہیں لیکن نماز میں سر ننگا رکھنے کے مسئلہ کو اس لحاظ سے نہیں بلکہ آداب نماز کے لحاظ سے دیکھنا چاہیئے۔ اس کے بعد فرمایا کہ مرد کے کندھے بھی اعضاء ستر میں سے نہیں لیکن صحیح بخاری میں ہے۔

"لا یصلی احدکم فی الثوب الواحد لیس علی عاتقه شئی"

یعنی ایک کپڑے میں کوئی نماز نہ پڑھے جب تک اس کے کندھے پر کوئی کپڑا نہ ہو۔

اس کے بعد فرمایا کہ مؤطا اور فتح الباری دیکھ لو۔ موطا میں امام مالک فرماتے ہیں۔

"قال مالك احب الی ان یجعل الذی یصلی فی القمیص الواحد علی عاتقیه ثوبا اوعمامة قال الزرقانی لقوله صلی الله علیه وسلم لا یصلی احدکم فی الثوب الواحد لیس علی عاتقه شئی"

کہ میرے نزدیک پسندیدہ چیز یہ ہے کہ جو شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھے وہ اپنے دونوں کندھوں پر کپڑا ڈالے یا اپنے سر پر عمامہ باندھے۔اس کی شرح میں زرقانی فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فتویٰ اس حدیث کی بنا پر ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے جب تک اس کے کندھے پر کپڑا نہ ہو۔

موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پڑھنے والے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اس اصطلاح سے واقف ہیں جب کسی مسئلہ کے متعلق وہ فرماتے ہیں۔"احب الی" (میرے نزدیک پسندیدہ بات یہ ہے) اس سے مراد وجوب ہوتا ہے۔جس کی تصریح حافظ ابن عبدالبر اور دیگر شارحین مؤطا نے کی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث "لیس علی عاتقه شئی" کے ذیل میں فرماتے ہیں۔

لیحصل الستر لجزءٍ من اعالی البدن وان کان لیس بعورة

یعنی کندھوں کو پڑھے سے ڈھانکنے کا حکم اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تا کہ بدن کا اعلیٰ حصہ بھی نماز میں ڈھکا رہے۔

اگر چہ وہ عورت یعنی اعضاء ستر میں سے نہیں ہے۔زرقانی سے امام مالک کا ایک اور قول بھی نقل کیا ہے۔جو سائل کے جواب کے لئے کافی واضح ہے۔زرقانی نے امام مالک کا ایک اور قول بھی نقل کیا ہے۔جو سائل کے سوال کے جواب کے لئے کافی واضح ہے۔فرماتے ہیں۔

"قال مالك فی المبسوط لیس من امر الناس ان یلبس الرجل الثوب الواحد فی الجماعت فکیف بالمسجد وقال تعالیٰ خذوا زینتکم عند کل مسجد"

﴿جلد 1، صفحہ 288﴾

یعنی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مبسوط میں فرمایا ہے کہ لوگوں کو اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ ایک کپڑے میں نماز جماعت کے ساتھ پڑھیں چہ جائیکہ ان کو مسجد میں اجازت دی جائے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔کہ تم ہر نماز کے وقت لباس پہنا کرو۔شیخ الاسلام ابن تیمیہ اختیارات میں فرماتے ہیں۔

والله تعالیٰ امر بقدر زائد علی ستر العورة فی الصلوٰة وهو اخذ الزینة

فقال خذوا زینتکم عند کل مسجد" ﴿صفحہ 44﴾

یعنی اللہ تعالیٰ نے نماز کے لئے ستر عورۃ اعضاء ستر کے ڈھانکنے) کے علاوہ ایک زائد حکم بھی دیا ہے۔ اور وہ ہے اچھا لباس پہننا۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے

خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ

اس کی مزید تاکید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے جسے صاحب مغنی نے حافظ عبدالبر سے نقل کیا ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نافع کو دیکھا کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ فرمایا تم دو کپڑے نہیں پہن سکتے ہو؟ نافع نے عرض کیا۔ جی ہاں پہن سکتا ہوں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تمہیں محلہ میں کسی کے پاس بھیجا جائے تو تم ایک کپڑے میں جاؤ گے؟ نافع نے عرض کیا ایسا تو نہیں کروں گا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

فالله احق ان يزين له اوالناس ! قلت بل الله ﴿جلد 1، صفحہ 631﴾

پس اللہ عزوجل اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ اس کی حاضری کے لئے زینت کا لباس پہنا جائے یا لوگ اس کے مستحق ہیں؟ نافع نے عرض کیا نہیں حضور! اللہ ہی اس کے مستحق ہیں۔

ابتداء عہد اسلام کو چھوڑ کر جبکہ کپڑوں کی قلت تھی۔ اس کے بعد اس عاجز کی نظر سے ایسی کوئی روایت نہیں گزری جس میں بہ صراحت یہ مذکور ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یا صحابہ کرام نے مسجد میں اور وہ بھی نماز با جماعت میں ننگے سر نماز پڑھی ہو۔ چہ جائیکہ معمول بنالیا ہو۔ اس لئے اس بدرسم کو جو پھیل رہی ہے بند کرنا چاہئے۔ اگر فیشن کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھی جائے تو نماز مکروہ ہوگی۔ اگر تعبد اور خضوع اور خشوع و عاجزی کے خیال سے پڑھی جائے تو یہ نصاریٰ کے ساتھ تشبہ ہوگا۔ اسلام میں ننگے سر رہنا سوائے احرام کے۔ تعبد یا خشوع و خضوع کی علامت نہیں اور اگر کسل اور سستی کی وجہ سے ہے تو یہ منافقوں کی ایک خلقت سے تشابہ ہوگا۔ "ولا يـاتـون الا وهـم كسالى" (نماز کو آتے ہیں تو سست اور کاہل ہو کر) غرض ہر لحاظ سے یہ ناپسندیدہ عمل ہے۔

فقط العبد المذنب الراجی لرحمۃ ربہ الودود سید محمد داؤد الغزنوی 29 جمادی الاول 1379ھ

﴿فتاویٰ علمائے حدیث جلد 4، صفحہ 290، 291﴾

مولوی اسماعیل سلفی وہابی:

سوال: بدن پر کپڑے ہوتے ہوئے سر پر سے ٹوپی یا پگڑی اتار کر رکھ دینی اور کوئی عذر بھی نہ ہو اور ہمیشہ اس طرح نماز پڑھنا، اگر چہ فرض نماز با جماعت مسجد میں ہو، اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟ کیا اس طرح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام یا صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثبوت ملتا ہے؟ اگر ملتا ہے تو عبارت معہ صفحہ تحریر فرمائیں۔

2:۔ ننگے سر نماز پڑھنی افض ہے یا سر ڈھانک کر اگر سر ڈھانک کر نماز پڑھنی افضل ہے تو اس کی دلیل پیش فرمایئے گا؟

﴿عبداللہ خطیب جامع مسجد اہلحدیث، ڈیرہ غازی خان﴾

جواب: وباللہ التوفیق! متذکرہ صدر سوال پر تین وجوہ سے غور کیا جا سکتا ہے۔

1:۔ مطلق جواز اور اباحت کے لحاظ سے۔

2:۔ افضلیت یعنی آں حضرت اور صحابہ کے عام عمل کے لحاظ سے۔

3:۔ حرمت اور عدم جواز کے لحاظ سے

نماز میں ستر مغلظ (شرمگاہ) کا ڈھانپنا بالاتفاق ضروری ہے ان میں سے اگر کوئی حصہ ننگا ہو تو نماز نہیں ہوگی اور ان اعضاء کو ننگا رکھنا شرعاً حرام ہے۔ بہترین حکم سے مروی ہے۔

احفظ عورتك الا من زوجتك اوما ملكت يمينك ﴿رواہ الخمسۃ الا النسائی﴾
بیوی اور مملوکہ کے سوا اعضاء ستر دیکھنے کا کسی کو موقع نہ دے۔

شوکانی فرماتے ہیں۔

والحق وجوب ستر العورة فی جمیع الاوقاته الاوقت قضاء الحاجة واقضاء الرجل الیٰ اهله اه ﴿نیل الاوطار جلد 2، صفحہ 64﴾

حد ستر میں اہلِ علم مختلف ہیں جمہور ناف سے گھٹنہ تک ڈھکنا ضروری سمجھتے ہیں۔ بعض صرف ران ڈھانپنا واجب سمجھتے ہیں۔ امام احمد اور امام مالک سے ایک روایت میں آیا ہے۔ العورة القبل والدبر (نیل الاوطار جلد 2، صفحہ 64)۔ غرض ستر کی جو حد بھی اہل علم کے نزدیک ہے اگر اسے ننگا رکھا

جائے تو نماز نہیں ہوگی۔اعضاء ستر کو ویسے بھی ننگا رکھنا درست نہیں۔نماز میں تو قطعاً حرام اور ناجائز ہوگا۔سر چونکہ بالاتفاق اعضاء ستر میں نہیں اس لئے اگر کسی وقت ننگے سر نماز پڑھی جائے تو نماز بالاتفاق جائز ہوگی۔اس کے لئے نہ بحث کی ضرورت ہے نہ احادیث کی ٹٹول کی ضرورت۔جس طرح کوئی پنڈلی، پیٹ، پشت وغیرہ اعضاء ننگے ہوں تو نماز جائز ہے۔سر ننگے بھی درست ہے۔ لیکن اسے عادت نہیں بنانا چاہئے۔امام اگر نماز کے بعد پاؤں آسمان کی طرف کرے یا مقتدی کوئی ایسی حرکت کریں، حدیث میں اس سے رکاوٹ ثابت نہیں ہوگی۔لیکن عقل مند ایسا کرنے سے پرہیز کرے گا۔ننگے سر کی عادت بھی قریباً اسی نوعیت کی ہے۔جواز کے باوجود ایسی عادات عقل وفہم کے خلاف ہیں۔عقلمند اور متدین آدمی کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

آنحضرت ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل علم کا طریق وہی ہے جو اب تک مساجد میں متوارث اور معمول بہا ہے۔کوئی مرفوع حدیث صحیح میری نظر سے نہیں گزری جس سے اس عادت کا جواز ثابت ہو۔خصوصاً با جماعت فرائض میں۔بلکہ عادت مبارک یہی تھی کہ پورے لباس سے نماز ادا فرماتے تھے۔

امام بخاری فرماتے ہیں۔

باب وجوب الصلوٰة فی الثیاب وقول اللہ تعالیٰ خذو زینتکم عند کل مسجد ومن صلی ملتحفاً فی ثوب واحد و یذکر عن سلمة بن الاکوع ان النبی ﷺ قالیزك ولوبشرکة فی اسنادہ نظر الخ

﴿صحیح بخاری مع فتح مطبوعہ مصر جلد 1، صفحہ 318﴾

امام بخاری کا مطلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ زینت کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ اعضاء ستر ڈھانپنے کے علاوہ اچھے کپڑوں میں ادا کی جائے۔عام ذہن کے لوگوں کو اس قسم کی احادیث سے غلطی لگی ہے کہ ایک کپڑے میں نماز کی جائے تو سر ننگا رہے گا۔حالانکہ ایک کپڑے کو اگر پوری طرح لپیٹا جائے تو سر ڈھکا جا سکتا ہے۔

اس مضمون کی احادیث ام ہانی، ابو ہریرہ، جابر بن عبداللہ، سلمہ بن اکوع، عمر بن ابی سلمہ، طلق بن علی وغیرہ سے صحیح بخاری، سنن ابی داؤد وغیرہ دواوین سنت میں موجود ہیں لیکن کسی میں

ننگا سر رکھنے کا ذکر نہیں۔ خصوصاً جس میں عادت اور کثرتِ عمل ثابت ہو۔ پھر احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ صورت یا تو صرف اظہار جواز کے لئے ہے۔ یا کپڑوں کی کمیابی کی وجہ سے۔ ان حالات سے جواز یا اباحت تو ثابت ہو سکتی ہے۔ سنت یا استحباب ظاہر نہیں ہوتا۔ حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں ہے۔ ''اولکلکم ثوبان'' (ابوداؤد صفحہ 240)۔ طلق کی روایت میں ہے۔ ''او کلکم یجد ثوبین'' (ابوداؤد مع عون جلد 1، صفحہ 241) کیا سب کو دو کپڑے میسر آ سکتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اثر میں مزید تفصیل ملتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قام رجل الي النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسئله عن الصلوٰة في الثوب الواحد فقال او کلکم یجد ثوبین ثم سئل رجل عمر فقال اذا وسع الله فاوسعوا جمع رجل علیه ثیابه صلی رجل فی انا ٍ رو رداءٍ فی ازارٍ وقمیص فی ازارٍ وقباءٍ فی سراوسیل ورداءٍ فی سراویل وقمیص فی سرادیل وقباءٍ فی تبانٍ وقباءٍ فی تبانٍ وقمیص قال واحسبه فی تبان ورداءٍ ﴿صحیح بخاری جلد 1 صفحہ 224﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے ایک کپڑے میں نماز کے متعلق دریافت کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ وسعت دے تو نماز میں بھی وسعت سے کام لینا چاہئے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حسب استطاعت نماز میں لباس کے مختلف قسموں کا ذکر فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد حکم ہو یا صرف خبر سے کپڑوں کی قلت اور عدم استطاعت صراحۃً سمجھ میں آتی ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر پورے کپڑے میسر ہو سکیں اور کوئی مانع نہ ہو تو تکلف سے مسکنت کا اظہار نہیں کرنا چاہئے۔ ابن منیر فرماتے ہیں۔

الصحیح انه کلام فی معنیٰ الشرط کانه قال ان جمع رجل علیه ثیابه فحسن اھ ﴿فتح جلد 1، صفحہ 324﴾

اگر ایک سے زائد کپڑے نماز میں استعمال کرے تو بہتر ہے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وفی هذا لحدیث دلیل علی وجوب الصلوٰة فی الثیاب لمافیه من ان الاقتصار علی الثوب الواحد کان لضیق الحال وفیه ان الصلوٰة فی

الثوبين افضل من الثوب الواحد وصرح القاضي عياض بنفي الخلاف في ذالك اه ﴿فتح الباری جلد 1، صفحہ 324﴾

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ (مستطیع کے لئے) زیادہ کپڑوں میں نماز پڑھنا واجب ہے۔ کیوں کہ ایک کپڑے کی اجازت صرف ضیق کی وجہ سے تھی اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ نماز میں دو کپڑے استعمال کرنا افضل ہے۔ غرض کسی حدیث سے بھی بلا عذر ننگے سر نماز کو عادت اختیار کرنا ثابت نہیں۔ محض بے عملی یا بدعملی یا کس کی وجہ سے یہ رواج بڑھ رہا ہے۔ بلکہ جہلاء تو اسے سنت سمجھنے لگے ہیں۔ العیاذ باللہ

اس کی تائید دوسری حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر فرماتے ہیں۔

اذا صلى احد كم فلياتزر وليرتد اه ﴿سنن کبریٰ جلد 2، صفحہ 235﴾

نافع فرماتے ہیں۔ عبداللہ بن عمر مرفوعاً فرماتے تھے۔

اذا صلى احد كم فليلبس ثوبيه فان الله عزوجل احق ان يزين له الخ ﴿سنن کبریٰ﴾

نافع فرماتے ہیں عبداللہ بن عمر نے مرفوعاً یا نماز دو کپڑوں میں پڑھو۔ اللہ کی بارگاہ میں زینت سے حاضر ہونا زیادہ مناسبت ہے۔ نافع فرماتے ہیں میں ایک دن اونٹوں کی گھاس کے سلسلہ میں نماز سے پیچھے رہ گیا۔ عبداللہ بن عمر آئے تو میں ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ رہا تھا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا کیا تمہارے پاس دو کپڑے نہیں؟ میں نے عرض کیا۔ دو ہی موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

اریت لوبعثتك الى بعض اهل المدينة اكنت تذهب في ثوب واحدٍ قلت لا قال فالله احق ان يتجمل له؟ الخ ﴿بیہقی سنن جلد 1، صفحہ 236﴾

اگر میں مدینہ میں کسی کے پاس تمہیں بھیجتا تو تم ایک کپڑے میں جاتے؟ میں نے عرض کیا نہیں فرمایا اللہ کی بارگاہ میں زینت سے حاضر ہونا زیادہ مناسب ہے۔ ان احادیث میں سر ڈھانپنے کی صراحت نہیں لیکن دو کپڑوں سے سر ڈھانپنے کا زیادہ امکان ہو جاتا ہے۔ کپڑا موجود ہو تو سر ننگے نماز ادا کرنا یا ضد سے ہوگا یا قلت عقل سے۔ نیز یہ ثابت ہوتا ہے کہ اچھے کپڑوں کے

ساتھ تجمل سے نماز پڑھنا مستحب اور مسنون ہے۔آیت ''خذو ازینتکم '' کے مضمون سے بھی اسی سے وضاحت ہو جاتی ہے۔

ابوداؤد میں ایک اثر ہے۔جس سے شاید کوئی کم سواءآدمی استدلال کرے۔

حدثنا عبدالله بن محمد الزهری ثنا سفیان بن عیینة قال رأیت شریکاً صلی بنا فی جنازة العصر فوضع قلنسوته بین یدیه فی فریضة

﴿ابوداؤد جلد 1، صفحہ 256 مع عون﴾

یعنی شریک نے فرضوں کی نماز بوقت عصر ٹوپی اُتار کر پڑھی اور ٹوپی اپنے سامنے رکھی۔اوّل تو یہ مرفوع حدیث ہے۔نہ کسی صحابی کا اثر۔دوم معلوم نہیں۔یہ شریک کون بزرگ ہیں۔شریک بن عبداللہ نخعی تبع تابعی ہیں یا شریک بن عبداللہ بن ابی نمر تابعی۔ان دونوں میں کم وبیش ضعف ہے۔لیکن یہ ان کا عمل ہے جو کسی طرح بھی قابلِ حجّت نہیں۔سوم امام ابوداؤد نے اسے ''باب الحظ الذی لم یجد عصاً '' میں ذکر فرمایا ہے۔جس سے ظاہر ہے کہ یہاں ضرورتاً سر ننگا رکھا گیا ہے کیوں کہ جب انہیں سترہ کے لئے کوئی چیز نہ ملی تو انہوں نے سترہ کا کام ٹوپی سے لے لیا۔ضرورت اور عذر سے سر ننگا رکھا جائے تو اس میں بحث نہیں، بحث اس میں ہے کہ فیشن اور عادت کے طور پر نماز میں سر ننگا رکھنا کہاں تک درست ہے؟ حافظ عینی نے شرح بخاری میں مختلف مذاہب کے ذکر میں تفصیل سے کام لیا ہے۔ان کی بحث کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ ایک کپڑے میں درست ہے لیکن جب وسعت ہو کپڑے میّسر آسکیں تو پھر ایک پر اقتصار مستحن نہیں۔حافظ ابن قدامہ مقدسی فرماتے ہیں۔

الفضل الثانی فی فضیلة وهوان یصلی فی ثوبین او اکثر فانه اذ ابلغ فی الستر یروی عن عمر انه قال اذا وسع الله فاوسعوا اه ﴿جلد 1، صفحہ 621﴾

مغنی ابن قدامہ مع الشرح یعنی فضیلت اس میں ہے کہ دو یا دو سے زیادہ کپڑوں میں نماز ادا کرے کیوں کہ اس میں ستر اور پردہ زیادہ ہوگا۔حضرت عمر کا ارشاد ہے۔جب اللہ مال میں وسعت فرمائیں تو آدمی کو وسعت سے کام لینا چاہئے۔اس کے بعد تمیمی کا قول ذکر فرمایا ہے۔

الثوب الواحد یجزی والثوبان احسن والاربع اکمل قمیص وسراویل و عمامة وازار ﴿ابن قدامہ جلد 1، صفحہ 621﴾

ایک کپڑا جوازِ نماز کے لئے کافی ہے دو کپڑے بہتر ہیں چار ہوں تو نماز کامل ہوگی۔قمیص، پاجامہ، پگڑی اورازار۔ان تمام گذارشات سے مقصد یہ ہے کہ سر ننگا رکھنے کی عادت اور بلا وجہ ایسا کرنا اچھا فعل نہیں۔ یہ عمل فیشن کے طور پر روز بروز بڑھ رہا ہے۔ یہ اور بھی نامناسب ہے۔

آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں پگڑی کے متعلق تحنیک کا رواج تھا یعنی پگڑی کا ایک لپیٹ گردن کے نیچے سے باندھتے تھے آج کی عربی پگڑیاں اور ہماری پگڑیاں اس وقت کی پگڑیوں سے وضع میں مختلف ہیں۔ایسی پگڑی کا اتارنا اور بھی مشکل معلوم ہوتا ہے۔وللفصیل وقت اخر

ایسے یہ مسئلہ کتابوں سے زیادہ عقل وفراست سے متعلق ہے۔اگر اس جنس لطیف سے طبیعت محروم نہ ہو۔تو ننگے سر نماز ویسے ہی مکروہ معلوم ہوتی ہے۔ضرورت اور اضطرار کا باب اس سے الگ ہے۔والسلام۔﴿فتاویٰ علمائے حدیث جلد 4،صفحہ 286 تا 289﴾

مولوی محمد منیر قمر وہابی:

وہابیہ کے محقق محمد منیر قمر نے اس مسئلہ میں ایک مستقل کتاب تحریر کی ہے جس میں مولوی عبدالمجید خادم سوہدروی، مولوی داؤد غزنوی، اور اسماعیل سلفی کے فتاویٰ نقل کئے ہیں۔مزید ایک عالم کے ننگے سر پر نماز کے جواز کے دلائل کے جوابات دیئے۔جواز کے دلائل کا تجزیہ ہم ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

فقہ السنہ سیّد سابق:

نہ صرف عرب ممالک بلکہ عالمِ اسلام میں جانی پہچانی کتاب فقہ السنہ کے مؤلف سید سابق نے اپنی اس شہرۂ آفاق کتاب میں ’’کشف الراس فی الصلوٰۃ‘‘ کے تحت ننگے سر نماز کا حکم بیان کیا ہے۔جس کے ضمن میں لکھا ہے کہ ابنِ عساکر نے (تاریخ دمشق میں) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے۔

اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ رُبَّمَا نَزَعَ قَلَنْسُوَتَہٗ فَجَعَلَھَا سُتْرَۃً بَیْنَ یَدَیْہِ

بعض دفعہ نبی اکرم ﷺ اپنے سرِ اقدس سے ٹوپی اتار لیتے اور اسے اپنے

سامنے بطورِ سترہ رکھ لیتے تھے۔

اور احناف سے نقل کیا ہے کہ ان کے نزدیک آدمی کے ننگے سر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر یہ فعل خشوع کے لئے ہو تو ان کے نزدیک مستحب ہے اور نماز میں سر کو ڈھانپنے کی افضلیت پر دلالت کرنے والی کوئی دلیل وارد نہیں ہوئی۔

تو گویا سید سابق کے نزدیک ننگے سر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، جیسے انہوں نے ابنِ عساکر کی روایت سے ثابت کیا ہے۔ بلکہ خشوع کی نیت سے ہو تو مستحب ہے۔ جیسا کہ انہوں نے احناف سے نقل کر کے اسے برقرار رکھا ہے اور سر کو ڈھانپ کر نماز پڑھنے کی افضلیت پر دلالت کرنے والی کوئی دلیل نہیں ہے۔

مؤخذات و اعتراضات:

موصوف کے اس اقتباس میں تین باتیں کہی گئی ہیں اور ان تینوں پر ہی مؤاخذات و اعتراضات وارد ہوتے ہیں۔ مثلاً

1:۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ اگر خشوع کی نیت سے ننگے سر نماز پڑھی جائے تو یہ مستحب ہے جیسا کہ فقہ السنہ کے علاوہ خود فقہ حنفی کی کتب سے بھی ہم ذکر کر آئے ہیں۔

اس استحباب کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ اس کے برعکس مولانا محمد داؤد غزنوی کے فتویٰ میں ہم ذکر کر آئے ہیں کہ انہوں نے 29 جمادی الاوّل 1379ھ میں جو فتویٰ صادر فرمایا تھا۔ جسے انہوں نے اپنے زمانہ طالب علمی میں اپنے والد گرامی مولانا سید عبدالجبار غزنوی سے سُنا تھا۔ جو اس وقتِ تحریر سے بھی دس سال پہلے کی بات ہوگی۔ اس میں انہوں نے کہا تھا۔

> ”اگر تعبد اور خضوع اور خشوع و عاجزی کے خیال سے ننگے سر نماز پڑھی جائے تو یہ نصاریٰ کے ساتھ تشبہ ہوگا، اسلام میں ننگے سر رہنا سوائے احرام کے تعبد یا خضوع کی علامت نہیں۔“

اور مولانا محمد اسماعیل صاحب نے بخاری شریف سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی مختلف کپڑوں کے ناموں والا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک اثر نقل کر کے اس سے یہ بھی نتیجہ اخذ کیا ہے۔

''اگر پورے کپڑے میسر ہو سکیں اور کوئی مانع نہ ہو تو تکلف سے مسکنت (وخشوع) کا اظہار نہیں کرنا چاہئے۔''

اسی سلسلہ میں فقہ السنہ کی تحقیق و تعلیق کے طور پر لکھی گئی کتاب تمام المنتہ میں علامہ ناصر الدین البانی نے لکھا ہے۔

''خشوع کی نیت سے ننگے سر نماز کا استحباب دین میں ایک ایسے حکم کو جاری کرنا ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔سوائے رائے کے اور اگر یہ فعل حق ہوتا تو نبی اکرم ﷺ اسے ضرور اختیار فرماتے۔اور اگر آپ ﷺ نے اختیار فرمایا ہوتا تو ضرور آپ ﷺ سے منقول ہوتا اور جب اس سلسلہ میں آپ ﷺ سے کچھ منقول نہیں ہوا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ نظریہ ایک خودساختہ بدعت ہے۔لہٰذا اس سے بچنا چاہئے۔''

اب رہی یہ بات کہ ننگے سر نماز کو خشوع کی علامت قرار دینے کے لئے اور اس کا جواز و پیدا استحباب کرنے کے لئے اسے موسم حج میں بحالتِ احرام حاجی کے ننگے سر رہنے پر قیاس کیا جائے۔جیسا کہ کتبِ فقہ میں وارد ہوا ہے۔(اور انصار السنہ مصر کے بعض اخوان نے بھی اس سے جواز پر استدلال کیا ہے) تو یہ قیاس درست نہیں بلکہ صاحب تمام المنہ نے اسے قیاسِ باطل قرار دیا ہے۔کیونکہ دورانِ احرام ننگے سر رہنا حج کا شعار ہے۔اور یہ فعل مناسکِ حج میں سے ہے۔ جس میں دوسری کوئی عبادت اس کے برابر نہیں ہو سکتی۔اور اگر یہ قیاس صحیح ہوتا تو پھر لازماً یہ بھی کہنا پڑتا کہ ننگے سر نماز پڑھنا (مستحب نہیں بلکہ) واجب ہے۔کیونکہ حج میں (دورانِ احرام) سر ننگا رکھنا واجب ہے۔اور یہ ایک ایسا نقطہ ہے کہ جس کی رو سے اس قیاس سے رجوع کئے بغیر کوئی چارہ کار ہی نہیں رہتا۔ولعلہم یفعلون۔

2:۔ فقہ السنہ میں ایک دوسری بات یہ بھی کہی گئی ہے کہ نماز میں سر کو ڈھانپنے کی افضلیت پر دلالت کرنے والی کوئی دلیل وارد نہیں ہوئی۔

مؤلف کا کسی بھی دلیل کے وارد ہونے کی مطلقاً نفی کر دینا صحیح نہیں۔البتہ اگر وہ کہتے ہیں کہ افضلیت پر دلالت کرنے والی کوئی خاص دلیل وارد نہیں ہوئی تو پھر ان کی یہ بات مسلم ہے۔ اور کسی خاص دلیل کا نہ ہونا کسی عام دلیل کے وارد ہونے کی بھی نفی نہیں کرتا۔اور سر کو ڈھانپنے کی

عام دلیل موجود ہے۔ اور اس قاعدے پر بھی تمام (علماءِ اصول کا) اتفاق ہے۔ کہ جب کوئی معارض ومخالف دلیل نہ ہو تو عام دلیل بھی حجت ہوتی ہے۔ اور وہ عام دلیل یہ ہے۔

"نماز کے لئے دورِ حاضر سے کچھ پہلے کا معروف اسلامی لباس پہن کر اس سے زینت اختیار کرنا دورِ سلف صالحین میں ننگے سر رہنا، چلنا پھرنا اور اسی حالت میں مسجد میں چلے جانا عرفِ عام میں اچھی حیثیت شمار نہیں کیا جاتا تھا۔ اور یہ بات ان کے یہاں خلافِ زینت تھی۔"

نماز کے وقت زینت کو اختیار کرنے کا خود اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ جیسا کہ سورۂ اعراف آیت 31 میں ارشادِ الٰہی ہے۔

یبنی ادم خذو زینتکم عند کل مسجد

اے بنی آدم! ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو۔

نماز کے وقت زینت اختیار کرنے کی ترغیب نبی اکرم ﷺ نے بھی دلائی ہے۔ جیسا کہ طبرانی، اوسط، بیہقی اور معانی الآثار کے حوالہ سے ہم پہلے بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ذکر کر چکے ہیں۔ جس میں ارشادِ نبوی ہے۔

اِذَا صَلّٰی اَحَدُ کُمْ فَلْیَلْبَسْ ثَوْبَیْہِ فَاِنَّ اللّٰہَ اَحَقُّ مَنْ تُزُیِّنَ لَہٗ

"تم میں سے جب کوئی نماز پڑھے تو اپنے دونوں کپڑے پہنے، بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کے لئے زینت اختیار کی جائے۔"

اس آیت وحدیث اور سلف صالحین کے عرف عام میں ننگے سر نہ پھرنے سے عمامہ وٹوپی کی فضیلت یا کم از کم ننگے سر نماز کی نسبت اس کی افضلیت کا پتہ چلتا ہے۔ اور یہ عام دلیل ہے۔ جب کہ عمامہ کی فضیلت والی خاص احادیث ہم ذکر کر چکے ہیں کہ وہ سب واقعی موضوع اور من گھڑت ہیں۔

3: ننگے سر نماز کے دلائل کی استنادی حیثیت:

فقہ السنہ کے مؤلف سید سابق کے اقتباس پر وارد ہونے والے مؤاخذات واعتراضات میں سے دو ذکر کئے گئے ہیں۔

پہلی دلیل :۔

جب کہ اس اقتباس میں ایک تیسری بات بھی مذکور ہے کہ موصوف نے ننگے سر نماز کے جواز کی دلیل کے طور پر (تاریخ دمشق) ابنِ عساکر کے حوالہ سے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت پیش کی ہے جس میں وہ بتاتے ہیں۔

اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ رُبَّمَا نَزَعَ قَلَنْسُوَتَہٗ فَجَعَلَھَا سُتْرَۃً بَیْنَ یَدَیْہِ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعض دفعہ اپنی ٹوپی اتار کر اسے اپنے سامنے بطورِ سترہ رکھ لیتے تھے۔

اس روایت سے دو وجوہ کی بناء پر ننگے سر نماز کے جواز پر استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

اوّلاً:۔ اس لئے کہ یہ روایت ضعیف ہے اور صاحب تمام المنۃ کے بقول اس کے ضعیف ہونے پر دلالت کرنے کے لئے یہی امر کافی ہے کہ اسے روایت کرنے میں ابنِ عساکر متفرد ہے۔ اور انہوں نے سلسلہ الاحادیث الضعیفہ (2538) میں اس کا سبب بھی بیان کیا ہے۔

ثانیاً:۔ اس لئے بھی اس روایت سے ننگے سر نماز کے جواز پر استدلال صحیح نہیں، کیونکہ اگر اس روایت کو صحیح بھی مان لیا جائے تب بھی یہ مطلق ننگے سر نماز کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتی۔ بلکہ اس روایت کے ظاہری الفاظ بتا رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا اس وقت کیا جب ایسی کوئی چیز میسر نہ آئی جسے بطور سُترہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سامنے رکھ لیتے اور سترہ کے بارے میں وارد شُدہ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ وہ سر کے ڈھانپنے سے بھی اہم فعل ہے۔

اور وہ احادیث بھی اپنے موقع پر ذکر کی جائیں گی، ان شاء اللہ۔ تو گویا علی وجہ التنزل اس روایت کو صحیح بھی مان لیا جائے تو اس میں مذکور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل یعنی سرِ اقدس سے ٹوپی اتار کر اسے بطورِ سترہ اپنے سامنے رکھ کر نماز پڑھنا ایک ایسی ضرورت کے لئے تھا جو کہ سر ڈھانپنے سے بھی زیادہ اہم ہے۔ لہٰذا اس سے مطلق جواز اخذ کیا جا سکتا۔

دوسری دلیل :۔

تقریباً اسی حدیث سے ملتا جلتا ایک اثر سُنن ابی داوٗد میں ہے اس سے بھی ننگے سر کے جواز

پر استدلال کیا جاتا ہے۔اس اثر میں عبداللہ بن محمد زہری بیان کرتے ہیں کہ سفیان بن عینیہ نے فرمایا۔

رأيت شريكا صلى بنا في جنازة العصر فوضع قلنسوته بين يديه يعني في فريضه

میں نے شریک کو دیکھا کہ انہوں نے ایک جنازہ کے موقع پر ہمیں عصر کی نماز پڑھائی اور اپنی ٹوپی فرض نماز پڑھاتے وقت اپنے سامنے رکھ لی۔ اس سے بھی استدلال کیا جاتا ہے ۔ حالانکہ یہ اثر بھی کئی وجوہ کی بنا پر نا قابلِ حُجت و استدلال ہے۔ جیسا کہ مولانا اسمٰعیل سلفی صاحب لکھتے ہیں۔

اوّلاً:۔ اس لئے کہ یہ نہ تو مرفوع حدیث ہے کہ اس میں نبی اکرم ﷺ کا کوئی عمل بیان ہوا ہو اور نہ ہی یہ کسی صحابی کا اثر ہے۔ بلکہ یہ صحابہ کے بعد والوں میں سے کسی کا اثر ہے۔

ثانیاً:۔ یہ کہ یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ شریک بزرگ کون ہیں یہ شریک بن عبداللہ بن ابی نمر تابعی ہیں یا کہ شریک بن عبداللہ نخعی تبع تابعی ہیں۔ اور ان دونوں میں سے چاہے کوئی بھی کیوں نہ ہو۔ دونوں میں ہی کم و بیش ضعف پایا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ اثر بھی ضعیف ہوا۔ اور پھر یہ کہ ان کا اپنا عمل ہے جو کسی طرح بھی قابل حجت نہیں۔

ثالثاً:۔ اس لئے بھی اس اثر کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا ک امام ابوداؤد نے اس اثر کو اپنی سُنن کے "باب الخط اذ لم يجد عصا" کے تحت وارد کیا ہے کہ جب عصا نہ ہو تو سترے کے لئے لکیر کھینچنے کا بیان۔

امام صاحب کے انداز سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں ضرورتاً سر ننگا رکھا گیا ہے۔ کیونکہ جب انہیں سُترہ کے لئے کوئی چیز نہ ملی تو انہوں نے سُترہ کا کام ٹوپی سے لے لیا۔ ضرورت اور عذر سے سر ننگا رکھا جائے تو اس میں بحث نہیں۔ بحث اس میں ہے کہ فیشن اور عادت کے طور پر نماز میں سر ننگا رکھنا کہاں تک دُرست ہے۔

تیسری دلیل:

ایسے ہی ایک تیسری حدیث بھی ہے جس سے نہ صرف یہ کہ ننگے سر نماز کے جواز پر استدلال کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس میں تو ننگے سر مساجد میں آنے کے لئے امر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ چنانچہ الکامل لابن عدی میں دو طریق سے اور تاریخ دمشق ابنِ عساکر میں ایک طریق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے یعنی اس کلام کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ جس میں ہے۔

ائتوا المساجد حسرا معصبین فان العمائم تیجان المسلمین

مساجد میں ننگے سر آؤ اور پگڑیاں باندھ کر آؤ۔ بے شک پگڑیاں مسلمانوں کے تاج ہیں۔

اور تاریخ ابنِ عساکر میں اس کے الفاظ میں معمولی سا فرق ہے وہاں ہے۔

ائتوا المساجد حسرا ومقنعین فان ذلك من میما المسلمین

مساجد میں ننگے سر آؤ یا ٹوپی پہن کر یہ (ٹوپی پہننا ایک) مسلمانوں کی نشانی ہے۔

اور معنی اس کا بھی تقریباً وہی ہے۔

اس روایت کے دونوں طرح کے الفاظ سے جیسا کہ ظاہر ہو رہا ہے کہ بیک وقت دو دلیلیں لی جا سکتی ہیں۔ ایک ننگے سر مساجد میں جانے اور نماز پڑھنے کے جواز کی دوسری اس کے سراسر برعکس پگڑی یا عمامہ باندھنے کی فضیلت کی۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ ان دونوں باتوں میں سے یہ رایت کسی ایک پر بھی استدلال کے لائق نہیں ہے۔ کیونکہ محدثین کرام نے اسے سخت ضعیف بلکہ موضوع اور من گھڑت قرار دیا ہے کیونکہ اس روایت کے دونوں طرق میں ایک راوی میسرہ بن عبدربہ ہے جو خود اس بات کا معترف ہے کہ وہ ''وضاع'' ہے۔ یعنی روایتیں گھڑتا ہے۔ اور علامہ عراقی نے اسے متروک قرار دیا ہے۔

اس کے ابنِ عساکر والے طریق میں جو کہ الکامل میں بھی ہے۔ اس میں ایک راوی مبشر بن عبید ہے جس کے بارے میں ابن عدی نے کہا ہے

مبشر هذا بین الامر فی الضعف وعمامة مایرویه غیر محفوظ

یہ مبشر ضعیف ہونے میں واضح ہے اور اس کی مرویات عموماً غیر محفوظ ہیں۔

اور امام احمد بن حنبل اس کے بارے میں فرماتے ہیں۔

کان یضع الحدیث

''وہ حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔''

اور الضعفاء والمتروکین (جلد 3، صفحہ 30) میں امام ابنِ حبّان نے کہا ہے۔

بروی عن الثقات الموضوعات لا یحل کتابة حدیثه الا علی جهة التعجب

''یہ ثقہ راویوں سے من گھڑت احادیث بیان کرتا ہے۔ اس کی مرویات کو لکھنا بھی جائز نہیں سوائے بر سبیل تعجب کے۔''

یہ ہے اس حدیث کی حقیقت، اب بھلا ایسی حدیث سے استدلال کیسے روا ہو سکتا ہے۔

تمام المنہ شیخ البانی:

عرب علماء سے دوسرے مشہور و معروف عالم اور محدث کبیر شیخنا صر الدین الالبانی نے اپنی کتاب تمام المنہ میں ننگے سر نماز پڑھنے کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ چنانچہ موصوف اپنی اس کتاب کے صفحہ 164 پر لکھتے ہیں کہ اس مسئلہ زیر بحث کے بارے میں میری رائے یہ ہے کہ ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ کیونکہ یہ بات مسلم و طے شدہ ہے کہ مسلمان کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ نماز میں سب سے اکمل احسن حیثیت وصورت میں داخل ہو۔ کیونکہ معجم طبرانی اوسط، بیہقی اور معانی الآثار طحاوی میں حضرت عبداللہ بن عمر h سے مروی حدیث میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

فان الله احق من تزین له

بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کے لئے زینت اختیار کی جائے۔

سلف صالحین کے عرف عام میں یہ اچھی صورت شمار نہیں کی گئی کہ ننگے سر رہنے اور ایسے ہی چلنے پھرنے اور اسی طرح ہی عبادت گاہوں (مساجد) میں داخل ہونے کی عادت بنالی جائے۔

بلکہ یہ تو ایک اجنبی و مغربی عادت ہے جو بکثرت اسلامی ممالک میں اس وقت سے در آئی ہے۔ جب سے وہ ان ممالک میں (استعمار کی حیثیت سے) داخل ہوئے اور اپنے ساتھ کتنی ہی فاسد و بدترین عادات لائے۔ اور مسلمانوں نے ان کی نقل و پیروی شروع کر دی۔ اس عادت اور ایسی ہی دیگر عاداتِ بد کو اپنانے کی وجہ سے مسلمان اپنا اسلامی تشخص ہی کھو بیٹھے ہیں۔ جب کہ یہ ہنگامی صورتِ حال اس لائق نہیں کہ اسے اپنے گذشتہ اور از دست رفتہ اسلامی عرف و تشخص کی مخالفت کا ذریعہ بنایا جائے۔ اور نہ ہی یہ عادت اس لائق ہے کہ اسے ننگے سر نماز ادا کرنے کے جواز کی دلیل بنالیا جائے۔

اس کے علاوہ موصوف نے اس کتاب کے اسی مقام پر ننگے سر نماز کے جواز پر دلالت کرنے والی روایات میں سے ایک کو ضعیف اور دوسری کو سخت ضعیف بلکہ موضوع اور من گھڑت قرار دیا ہے۔ ﴿ننگے سر نماز 24 تا 32﴾

مولوی عبدالستار رحماد مفتی ہفت روزہ اہل حدیث لاہور:

وہابیہ کے ترجمان ہفت روزہ اہل حدیث لاہور، کے مفتی مولوی عبدالستار رحماد لکھتے ہیں کہ

"ننگے سر نماز انسانی وقار اور شرافت کے خلاف ضرور ہے۔ اس لئے ہمیشہ ننگے سر نماز پڑھنے کو عادت نہیں بنانا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ سے عام حالات میں ننگے سر نماز پڑھنے کا ثبوت کسی صحیح اور صریح حدیث سے نہیں ملتا۔۔۔ نہ ہی اس عادت کو اپنے لئے طرۂ امتیاز بنایا جائے۔ ﴿فتاویٰ اصحاب الحدیث جلد 1، صفحہ 164﴾

مزید لکھتے ہیں کہ

"(ننگے سر نماز کے متعلق) تفریط یہ ہے کہ کپڑا ہوتے ہوئے بھی ننگے سر نماز پڑھنے کو اپنی شناختی علامت باور کراتے ہیں۔۔۔ بہتر ہے کہ دوران نماز اپنے سر کو پگڑی رومال یا ٹوپی وغیرہ سے ڈھانپا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔" اے اولاد آدم تم ہر نماز کے وقت اچھا لباس زیب تن کیا کرو۔ (پارہ 3، سورۂ آل عمران 31)" آیت کریمہ میں زینت سے مراد اعلیٰ قسم کا لباس نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ اس حصہ جسم کو

ڈھانپ کر آئو۔ جس کا کھلا رکھنا معیوب ہے۔ چونکہ لباس والا جسم ننگے جسم کے مقابلہ میں مزین نظر آتا ہے۔ اس لئے لباس کو زینت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اسلامی معاشرہ میں ننگے سر گھومتے پھرنا انتہائی معیوب ہے۔ سر ڈھانپ کر چلنا انسان کے پروقار اور معزز ہونے کی علامت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ عام حالات میں اپنے سر کو ڈھانپ کرر کھتے تھے۔ صرف حج کے موقع پر اسے کھلا رکھنے کی نہ صرف اجازت ہے۔ بلکہ ضروری ہے کہ ایسا کرنا حج کے شعائر میں سے ہے۔ اس پر قیاس کر کے ننگے سر نماز پڑھنے کی عادت بنالینا اور اچھا نہیں۔ چنانچہ علامہ ابن تیمیہ۔۔۔ اپنے ایک رسالہ میں یہ روایت لائے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک غلام کو دیکھا کہ وہ ننگے سر نماز پڑھ رہا تھا۔ تو آپ نے اس سے پوچھا کہ اگر تمہیں لوگوں کے پاس جانا ہوتو اس حالت میں چلے جاؤ گے؟ غلام نے جواب دیا نہیں۔ تب آپ نے فرمایا کہ پھر تو اللہ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کے سامنے آنے کے لئے خوبصورتی اور آرائش اختیار کی جائے۔ ﴿حجاب المراۃ لباسھا فی الصلوٰۃ﴾

علامہ البانی لکھتے ہیں کہ

''میرے خیال کے مطابق بلاوجہ ننگے سر نماز پڑھنا ناپسندیدہ حرکت ہے۔ کیوں کہ یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ ایک مسلمان کو نماز کی ادائیگی کے لئے اسلامی شکل و صورت اختیار کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''کہ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کے لئے زینت اختیار کی جائے۔ (سنن بیہقی جلد 2، صفحہ 236)'' ہمارے اسلاف کی نظر میں ننگے سر رہنا اسی حالت میں بازاروں گلی کوچوں میں گھومتے پھرنا پھر اسی طرح عبادت کے مقامات میں چلے آنا کوئی اچھی عادت نہیں ہے۔ بلکہ یہ مغربی تہذیب کے برگ وبار ہیں۔ جو ہمارے متعدد اسلامی ممالک میں گھس آئے ہیں۔ جب مغربی تہذیب کے سلسلہ علمبردار اسلامی ممالک میں آئے تو اپنی عادات و خصائل بھی ساتھ لائے۔ ان کی دیکھا دیکھی ناپختہ کار مسلمان بھی آنکھیں بند کر کے ان کی تقلید کرنے لگے۔ اسی طرح مسلمانون نے اپنے اسلامی تشخص کو مجروح کر ڈالا ہے۔ (اتمام المنۃ صفحہ 162)۔ رسول اللہ ﷺ

سے قطعی طور پر یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ نے حالت احرام کے علاوہ ننگے سر نماز ادا کی ہو۔اس سلسلہ میں جو احادیث پیش کی جاتی ہیں۔وہ اپنے مفہوم میں صریح نہیں ہیں۔اگر ایسا ہوتا تو کتب حدیث وسیرت میں اس کے تذکرہ ضرور ہوتا۔جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج وعمرہ کے علاوہ ننگے سر نماز ادا کی ہے وہ دلیل پیش کرے۔۔۔۔۔یہ عمل سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا مستحب ضرور ہے۔لوگوں کو اس کی ترغیب بھی دینی چاہئے ان دلائل وحقائق کے پیش نظر صورت مسؤلہ میں پگڑی رومال یا ٹوپی سے سر ڈھانپ کر نماز ادا کرنا سنت نبوی کے زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے۔نیز اس طرح اسلامی شکل وصورت میں نماز کی ادائیگی اللہ کے ہاں زیادہ اجر وثواب کا باعث ہو سکتی ہے۔﴿فتاویٰ اصحاب الحدیث جلد ۱، صفحہ 136 تا 138 طبع لاہور﴾

زبیر علی زئی:

وہابیہ کے محدث زبیر علی زئی نے تعصب کا مظاہرہ کرنے کے باوجود لکھا کہ

"(نماز میں) سر ڈھانپنا زیادہ سے زیادہ مستحب ہے لوگون کو اس کی ترغیب تو دی جا سکتی ہے۔الخ ﴿تخریج نماز نبوی صفحہ 83﴾

ناصر الدین البانی: ہفت روزہ الاعتصام لاہور:

وہابیہ کے چوٹی کے محدث ناصر الدین البانی کے متعلق وہابیہ کا ترجمان لکھتا ہے کہ

"علامہ البانی نے ننگے سر نماز پڑھنے کو مکروہ کہا ہے۔"

﴿ہفت روزہ الاعتصام لاہور، صفحہ 11 تا 12۔ربیع الثانی 1416ھ بمطابق 8 ستمبر 1995ء﴾

یہ وہابیہ کا ترجمان البانی کے متعلق لکھتا ہے کہ

"ذخیرہ حدیث کی تحقیق میں علامہ البانی کا کوئی ثانی نظر نہیں آتا۔"

﴿ہفت روزہ الاعتصام لاہور، 28 ربیع الثانی 1419ھ﴾

وحید الزمان حیدر آبادی:

وہابیہ کے مجتہد اور مترجم صحاح ستہ مولوی وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں کہ

"صلوٰۃ حاسرا من کسل" ﴿کنز الحقائق صفحہ 27﴾

جو آدمی غفلت سے ننگے سر نماز پڑھے اس کی نماز مکروہ ہے۔

مولوی محمد ادریس کیلانی وہابی:

وہابیہ کا ترجمان لکھتا ہے کہ

"مولانا محمد ادریس کیلانی ننگے سر رہنا معیوب سمجھتے تھے۔ خود ہمیشہ ٹوپی استعمال کرتے اور فرماتے سر ڈھانپنا عزوشرف کا باعث ہوتا ہے۔ مگر اب ننگے سر رہنا فیشن بن گیا ہے۔ دیندار اور مولوی حضرات بھی ننگے سر رہنے لگے ہیں۔"

﴿ہفت روزہ الاعتصام لاہور۔ 8 جنوری 1993ء﴾

ہفت روزہ اہل حدیث لاہور:

وہابیہ کا ترجمان لکھتا ہے کہ

"نبی اکرم ﷺ سے عام حالات میں ننگے سر نماز پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ بعض انتہا پسند حضرات سے مردہ سُنّت خیال کر کے اس کے احیاء کا بڑی سختی سے اہتمام کرتے ہیں۔ اس کا یہ طرز عمل نفرت کا باعث ہے۔ اس لئے احتراز کیا جائے کپڑا موجود ہونے کی صورت میں عام طور پر ننگے سر نماز پڑھنا سنت نہیں۔"

﴿ہفت روزہ اہل حدیث لاہور۔ اکتوبر 1991ء﴾

مولوی محب اللہ راشدی وہابی:

وہابیہ کے مولوی نعیم الحسن سے ننگے سر نماز کے جواز پر فتویٰ دیا تو اس کے جواب میں وہابیہ کے محدث مولوی محب اللہ راشدی سندھی نے اس کا جواب تحریر کیا۔ وہ من وعن درج کیا جاتا ہے۔

نماز میں سر ڈھانپنے کا مسئلہ

ننگے سر نماز ہو جانے کے بارے میں دو آراء ہو ہی نہیں سکتیں۔ یہ کہنا کہ سر ڈھانپنے پر پسندیدہ ہونے کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ اس سے راقم الحروف کا اختلاف ہے۔

احادیث کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر و بیشتر اوقات آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام ؓ سر پر یا تو عمامہ باندھے رہتے یا سر پر ٹوپیاں ہوتی تھیں۔ راقم الحروف کے علم کی حد تک سوائے حج و عمرہ کوئی ایسی صحیح حدیث دیکھنے میں نہیں آئی جس میں یہ ہو کہ آنحضرت ﷺ ننگے سر گھومتے پھرتے تھے یا کبھی سر مبارک بغیر عمامہ وغیرہ تھا۔ لیکن مسجد میں آ کر عمامہ وغیرہ اتار کر رکھ لیا اور ننگے سر نماز پڑھنی شروع کی۔ کسی محترم دوست کی نظر میں ایسی کوئی حدیث ہو تو ہمیں ضرور مستفید کیا جائے۔

ذیل میں چند احادیث لکھتا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

1:۔ حضرت عمر بن اُمیہ الضمری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

رأیت النبی ﷺ مسح علی عمامته وخفیه

میں نے نبیِ اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے عمامہ اور موزوں پر مسح کرتے تھے۔ ﴿صحیح البخاری مع فتح الباری جلد 1، صفحہ 308﴾

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ نبی ﷺ نے ضرور اسی عمامہ سے نماز پڑھی ہو گی کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا کہ عمامہ پر مسح تو کیا ہو لیکن جس پر مسح کیا اس کو اتار کر نماز پڑھی ہو۔ یہ حدیث حضر و سفر دونوں کو شامل ہے۔

2:۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ غزوہ تبوک کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نمازِ فجر سے پہلے قضاءِ حاجت کے لئے نکلے۔ قضاءِ حاجت کی پھر لوٹے۔ پھر حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے پانی ڈالا اور آپ ﷺ نے وضو کیا۔ پھر اس میں یہ الفاظ شامل ہیں۔

ثم مسح بنا صیته وعلی العمامة۔ الخ

پھر اپنی پیشانی مبارک اور عمامہ پر مسح کیا۔ ﴿صحیح مسلم جلد 1، صفحہ 161﴾

3:۔ حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

كانى انظر الى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وعليه عمامة سوداء قد اوخى بين كتفيه

گویا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں ان کے سر پر کالی پگڑی تھی جس کا ایک ٹکڑا پیچھے دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑ دیا تھا۔ ﴿صحیح مسلم جلد 1، صفحہ 273﴾

4:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

دخل رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يوم فتح مكة وعليه عمامة سوداء بغير احرام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن بغیر احرام کے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم (کے سر مبارک) پر کالی پگڑی تھی۔ ﴿صحیح مسلم﴾

بعض علماء نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح بخاری کی اس حدیث سے معارض ہے جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور جس میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر مغفر (خود) تھا۔

لیکن حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اس میں یہ احتمال ہے کہ پہلے پہلے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخ ہوئے تو سر مبارک پر خود تھا پھر اس کو اتار لیا (جیسا کہ حضرت انس کی حدیث میں ہے) اس کے بعد عمامہ پہن لیا۔ اس طرح ہر کسی نے جو دیکھا وہ بیان کر دیا۔ اس کی تائید درج ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے جو صحیح مسلم میں حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

انه خطب الناس وعليه عمامة سوداء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔

یہ خطبہ کعبہ کے دروازہ کے نزدیک دیا گیا تھا۔ یہ دخول کے تمام ہونے کے بعد ہوا۔ بعض علماء نے ان دونوں روایتوں کو اس طرح بھی جمع کیا ہے کہ یہ کالا عمامہ خود کے اوپر یا خود کے نیچے بندھا ہوا تھا تا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود کے لوہے سے اپنے سر مبارک کو محفوظ رکھیں۔ ﴿فتح الباری جلد 4، صفحہ 61، 62﴾

5:۔ حضرت عبداللہ بن عُمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اعتم سدل عمامة بين كتفيه

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی عمامہ باندھتے تو پیچھے دونوں کندھوں کے درمیان اس کا ٹکڑا چھوڑ دیتے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔﴿مشکوٰۃ جلد 2 صفحہ 475﴾

6:۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

عممنی رسول الله صلى الله عليه وسلم فسدلها بين يدى و من خلفى

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پگڑی باندھی اور میرے سامنے اور میرے پیچھے اس کا تھوڑا سا ٹکڑا چھوڑ دیا۔﴿مشکوٰۃ بحوالہ ابی داؤد جلد 2، صفحہ 475﴾

7:۔ حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الشهداء اربعة رجل مؤمن جيد الايمان اتى العدو فصدق الله حتى قتل فذلك الذى يرفع الناس اعينهم اليه يوم القيامة هكذا ورفع رأسه حتى وقعت قلنسوء فلا أدرى قلنسوة عمر ارا دام قلنسوة النبى صلى الله عليه وسلم

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ شہداء چار ہیں۔ ان میں سے ایک وہ آدمی ہے جو عمدہ ایمان والا ہے۔ وہ دشمن کی طرف آیا تو اس نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ (کے اجر وثواب) کی تصدیق کی (لڑتا رہا) حتیٰ کہ وہ قتل ہو گیا تو یہ وہ شخص ہے جس کی طرف قیامت کے دن لوگ اپنی آنکھیں اٹھائیں گے۔ اس طرح اور اپنا سر اٹھایا۔ حتیٰ کہ ٹوپی گر گئی۔ (راوی کہتا ہے) مجھے معلوم نہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس ٹوپی کے گرنے سے مراد اپنی ٹوپی گرنے کا کہا یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹوپی گرنے کا۔﴿جامع ترمذی﴾

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن درجے کی کہا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ٹوپی پہنے ہوئے تھے۔

8:۔ ابوالشیخ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ذکر کی ہے۔

انہ علیہ وسلم یلبس فی السفر ذوات الاذان وفی الحضر المضمر یعنی الشامیة

قاله العراقی وھوا جود الاسناد فی القلانس

آنحضرت ﷺ سفر میں کانوں والی ٹوپی پہنتے تھے اور حضر میں مضمر یعنی شامی ٹوپی پہنتے تھے۔

عراقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ٹوپیوں کے بارے میں یہ حدیث بہت عمدہ اسناد والی ہے۔

9:۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں اور مصنف عبدالرزاق میں اس کے مانند امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔

ان اصحاب النبی علیہ وسلم کانوا یسجدون وایدیھم فی قلنسوته و عمامته

نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نماز میں سجدہ کرتے اس حال میں کہ ان کے ہاتھ کپڑوں میں ہوتے اور ان میں سے کوئی آدمی اپنی ٹوپی اور پگڑی پر سجدہ کرتا تھا۔

﴿عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری﴾

اس اثر سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز میں ٹوپیاں یا پگڑیاں باندھتے تھے۔

10:۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح کے کتاب اللباس میں باب ''البرانس'' کے تحت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث لائے ہیں۔

ان رجلا قال یا رسول الله ما یلبس المحرم من الثیاب؟ قال رسول الله علیہ وسلم لا تلبسوا القمص ولا العمائم ولا السراویلات ولا البرانس ولا الخفاف

ایک آدمی نے پوچھا۔ ''اے اللہ کے رسول ﷺ! محرم کونسے کپڑے پہن سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا، نہ قمیص پہنے، نہ پگڑیاں باندھے، نہ شلواریں پہنے، نہ برانس پہنے اور نہ ہی موزے پہنے۔ ﴿فتح الباری جلد 1، صفحہ 271۔272﴾

برانس، برنس کی جمع ہے۔ یہ ایک قسم کی ٹوپی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد جلد 1 صفحہ 273 پر باب ''العمائم'' منعقد فرما کر اس کے تحت بھی یہی حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ والی لائے ہیں۔

اس صحیح حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کے عہدِ مبارک میں لوگ ٹوپیاں اور پگڑیاں اکثر و بیشتر پہنے رہتے تھے۔ ورنہ اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اکثر و بیشتر چلتے پھرتے یا نماز ادا کرتے ہوئے ننگے سر رہنا ہی معمول ہوتا تو خاص طور پر ان چیزوں کی ممانعت (احرام کی حالت میں) بیان نہ کی جاتی جیسا کہ عورتیں اجانب (غیروں) کے سامنے نقاب اوڑھے ہی رہتی ہیں۔ حالانکہ احرام کی حالت میں ان کے لئے حکم ہے کہ وہ منہ پر نقاب نہ ڈالیں الا یہ کہ کوئی اجنبی سامنے آگیا تو چادر کا پلو منہ پر ڈال لیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین جنہوں نے کتاب اللّباس کے تحت ان احادیث کو ذکر کیا ہے تو اس سے ان کا مقصد ان باتوں میں اقتداء واتباع تھا ورنہ ان باتوں کے ذکر سے کیا فائدہ۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا فرمان ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

تمہارے لئے اللہ عزوجل کے رسول ﷺ (کی ذاتِ مقدسہ) میں بہترین نمونہ ہے۔

یہ ارشادِ عبادات وغیرہا سب کو شامل ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ہمارے محترم مولانا نعیم الحق نعیم صاحب طعام وشراب اور لباس کے متعلق یہ رائے رکھتے ہوں کہ ان میں جن اشیاء یا امور کے متعلق کوئی امر یا رغبت دلانے والا صیغہ وارد نہیں ہوا وہ مندوب و مستحب نہیں۔

لیکن راقم الحروف ان سے اتفاق نہیں کرسکتا۔ اس لئے کہ اگر یہ آنحضرت ﷺ کا پسندیدہ معمول نہ ہوتا تو جس طرح سر پر عمامہ یا ٹوپی کا ثبوت مل رہا ہے اس طرح ننگے سر چلتے پھرتے رہنے یا ننگے سر نماز پڑھنے کے متعلق بھی روایات ضرور مل جاتیں لیکن اس قسم کی ایک روایت بھی میرے علم میں نہیں آئی۔ جب سر ڈھانپے رکھنا آنحضرت ﷺ کا پسندیدہ معمول ہوا تو یہ عمل اللہ تعالیٰ کو بھی پسند ہوگا۔ لہذا استحباب یا ندبیت کا انکار مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ صحابہ کرام ؓ کا تو یہ حال تھا کہ لباس وطعام میں سے جو چیز نبی ﷺ کو پسند ہوتی تو وہی چیز وہ خود اپنے لئے بھی پسند کرتے تھے۔

صحیح بخاری کے کتاب اللّباس میں ''بابُ النعال السبتیہ وغیرہا'' کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ عبید بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ چار باتیں ایسی ہیں کہ میں تم ہی کو وہ کرتے دیکھتا ہوں۔ تمہارے

دوسرے اصحاب ان پر عمل نہیں کرتے۔ان میں سے ایک چیز یہ ذکر کی کہ آپ ''سبتیہ فعال'' (بغیر بالوں کے جوتا) ہی پہنتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا۔

اما النعال السبتیه فانی رأیت رسول اللهﷺ یلبس النعال التی لیس فیها شعر ویتوضا فیها فانا احب ان البسها

''سبتیہ فعال'' یعنی بغیر بالوں کے جوتے تمہارے سوال کے متعلق کا جواب یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ جوتے وہی پہنتے تھے جن میں بال نہ ہوتے اور ان ہی میں وضو بھی کرتے تھے۔لہٰذا میں بھی پسند کرتا ہوں کہ ایسے ہی جوتے پہنا کروں۔ ﴿فتح الباری جلد 1، صفحہ 308﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا سنت کے اتباع میں جو مقام ہے وہ کسی اہلِ علم سے مخفی نہیں۔

اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح کے ''کتاب الاطعمہ'' میں باب ''الدباء'' کے تحت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث لائے ہیں۔

ان رسول اللهﷺ اتی مولا له خیاط فاتی بدباء فجعل یا کله فلم ازل احبه منذ رأیت رسول اللهﷺ یا کله

رسول اللہ ﷺ اپنے ایک درزی غلام کے ہاں تشریف لائے۔پھر وہ آپ ﷺ کے لئے کدو لے آیا۔پھر آپ ﷺ اس کو کھانے لگے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے رسول ﷺ کو کدو کھاتے دیکھا، تب سے میں اسے پسند کرتا ہوں۔

کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نبی ﷺ کی مرغوب اشیاء کو پسند کرنا باعث اجر وثواب نہ تھا؟

اگر تھا تو یہ ندب واستحباب کی علامت ہے۔اس لئے سر ڈھانپ کر چلنے پھرنے یا نماز وغیرہ پڑھنے کو پسندیدہ قرار نہ دینا صحیح معلوم نہیں ہوتا اسی طرح ہم نے بڑے بڑے علماء وفضلاء کو دیکھا کہ وہ اکثر وبیشتر سر ڈھانپ کر چلتے پھرتے اور نماز پڑھتے ہیں۔یہ آج کل نئی نسل نے خصوصاً اہل حدیث جماعت کے افراد نے ننگے سر نماز پڑھنے کو جو معمول بنا رکھا ہے۔اسے چلتے ہوئے فیشن کا اتباع تو کہا جا سکتا ہے مسنون نہیں یا کسی چیز کی جائز ہونے کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں

ہے کہ مندوبات و مستحبات کو بالکل ترک کر دیا جائے۔

جواز کے اظہار کے لئے کبھی کبھار اتفاقاً بھی ننگے سر رہنے پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ لیکن آج کل کے معمول سے تو یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ کتب احادیث میں جو مندوبات و مستحبات، سنن ونوافل کے ابواب موجود ہیں۔ یہ سراسر فضول ہیں اور ہمیں صرف جواز اور رخصت پر ہی عمل کرنا ہے۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں۔ ہمارے محترم مولانا نعیم الحق نے جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ ہمارے بعض پر جوش اہلحدیث حضرات کی طرف سے بعض متشدد حنفیوں کی باتوں کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنے کے جواز کا اس طرح جواب دیا جاتا رہا ہے۔

یہ بات افہام و تفہیم سے بھی ہو سکتی ہے۔ انہیں معقول دلائل پیش کئے جائیں اور اگر وہ پھر بھی اسی پر جمے رہیں اور حق کی طرف نہ آئیں تو ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ ان کے لئے ہم مستحبات کا خاتمہ ہی کر دیں اور ننگے سر نماز پڑھنے کو دائمی معمول بنالیں پھر اگر یہی مقصود ہے تو گھر سے ہی ننگے سر آئیں اور نماز پڑھ لیں۔ لیکن یہ عجیب طرفہ تماشا ہے کہ گھر سے تر سر پر ٹوپی وغیرہ رکھ کر آتے ہیں لیکن مسجد میں داخل ہو کر سر سے ٹوپی وغیرہ اتار کر ایک طرف رکھ دیتے ہیں اور نماز شروع کر دیتے ہیں۔ اس سے مولانا نعیم الحق کی تحریر کے مطابق ننگے سر نماز پڑھنے کا جواز تو ضرور معلوم ہو جاتا ہے لیکن اس سے جو بڑی غلط فہمی عوام میں پھیل جاتی ہے اور واقعی پھیل رہی ہے تو اس کی جانب بھی اس توجہ مبذول کرنا اشد ضروری ہے۔ اب عوام میں یہ غلط فہمی پھیلتی جاتی ہے کہ گھر سے ٹوپی وغیرہ سر پر رکھ کر آنا چاہئے لیکن مسجد میں آکر اس کو اتار دینا چاہئے اور ننگے سر ہی نماز پڑھنی چاہئے کیونکہ یہی سنتِ رسول مقبول ﷺ ہے اور اہلِ حدیث جماعت کے بہت سے افراد کا اس پر عمل ہے۔

اب آپ ہی سوچیں کہ یہ کتنی بڑی غلطی ہے اور یہ محض ہم اہلِ حدیثوں کے طرزِ عمل سے ہی پیدا ہو رہی ہے۔ حالانکہ صحیح تو کجا مجھے تو ایسی ضعیف حدیث بھی نہیں ملی جس میں یہ ہو کہ نبی ﷺ گھر سے تو اس حال میں نکلے کہ سر پر عمامہ وغیرہ تھا لیکن مسجد میں آتے ہی اس کو اتار لیا اور ننگے سر نماز پڑھی۔ پھر اس طرح اس کو دائمی و مستمرہ معمولات میں سے بنانے کی وجہ سے لوگوں کو کیا یہ خیال نہ گزرتا ہوتا کہ یہی نبی ﷺ کی سُنّت ہے؟ اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے بھی کیا یہ اہم و پسندیدہ بات نہیں کہ اکثر و بیشتر سر کو ڈھانپے رکھا جائے خواہ نماز میں خواہ اس سے باہر تا کہ یہ غلطی

رفع ہو جائے۔ ننگے سر نماز پڑھنے والے اس دلیل کے طور پر ایک روایت ذکر کرتے ہیں جسے ابو الشیخ الاصبہانی نے اپنی کتاب ''اخلاق النبی ﷺ'' کے صفحہ 95 میں ذکر کیا ہے۔ جو سنداً تو بالکل ضعیف ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ کوئی صاحب اس روایت کو لے کر میرا معارضہ یا تعاقب کرنا شروع کر دے۔ اس لئے حفظِ ما تقدم کے طور پر یہ روایت مع سند و متن اور اس کی سند پر کلام کے ساتھ پیش کر رہا ہوں تاکہ کوئی صاحب اس کو لے کر میدان میں نہ آجائیں۔ روایت یہ ہے۔

حدثنا محمد بن عمران بن جنيدنا احمد بن عيسى المقانتي وسليمان ابن داؤد السلال۔ نابشر نن يحيى المروزي۔ نا مسلم بن سالم عن المزرتي عن عطاء وعن ابن عباس قال كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاث قلانس قلنسوة بيضاء مضربة قلنسوة جهراء قلنسوة ذات اذان يلبسها في السفر وربما و ضعها بين يديه اذا صلى

اس روایت میں ابوالشیخ الاصبہانی کے استاذ اور اس کے دو شیوخ احمد بن عیسیٰ القانتی اور سلیمان بن داؤد السلال کے حالات ہمارے پاس موجود مصادر و مراجع میں سے کسی میں بھی نہیں۔ آگے چوتھے نمبر پر بشر بن یحیٰ المروزی آتے ہیں۔ ان کا تذکرہ بھی سوائے الجرح التعدیل لابن ابی حاتم کے اور کسی کتاب میں نہیں ہے اور الجرح والتعدیل میں بھی صرف یہ ہے کہ کان صاحب الرائی۔ یہ الفاظ توثیق و تعدیل کے نہیں ہیں۔ لہٰذا یہ بھی مجہول الحال ہی ہوا۔ پھر مسلم بن سالم کا نمبر آتا ہے۔ یہ بلخی ہیں۔ متروک و وضاع ہیں۔ جملہ ائمہ محدثین انکی تضعیف پر متفق ہیں۔ پھر العرزمی ہیں اور غالب ظنِ یقین کے قریب یہ بات ہے کہ یہ محمد بن عبیداللہ ابن ابی سلیمان العرزمی ہیں اور یہ بھی مترک ہیں۔ اس کے بعد عطاء ہیں۔ یہ ابن ابی رباح ہیں اور یہ ثقہ ہیں۔

﴿(تفصیل کے لئے دیکھیں) تقریبُ التہذیب، المیز ان واللّسان﴾

اب ایسی روایت سے جس کی اسناد ''ظلمات بعضها فوق بعض'' کا مصداق ہو۔ اس سے استناد کوئی جاہل کرے تو کرسکتا ہے لیکن جس کو اللہ تعالیٰ نے حدیث کے علم سے نوازا ہے وہ اس سے استدلال کی جرأت نہیں کرسکتا۔

بعض حضرات اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں جس میں یہ وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی اور اس میں ٹوپی وغیرہ بھی داخل ہے یعنی بغیر سر ڈھانپے نماز پڑھی۔

اولاً:۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب کپڑوں کی تنگی تھی اور اتنی فروانی نہ ہوتی تھی جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ پر ایک کپڑے میں نماز پڑھنے پر اعتراض کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ہم میں سے ایک کے پاس دو تین کپڑے نہ تھے۔

اسی طرح صحیح حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں؟

اس سے جو بات نکھر کر سامنے آجاتی ہے وہ اہلِ علم سے مخفی نہیں۔

ثانیاً:۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے جواز کے ثبوت سے اس کا نزلہ یہ حضرات صرف ٹوپی وغیرہ پر ہی کیوں گرانے پر مصر ہیں۔اگر ننگے سر نماز پڑھنے کے مسنون ہونے کا مدار آپ حضرات ایک کپڑے میں نماز پڑھنے والی حدیث پر ہی رکھتے ہیں تو بسم اللہ آپ کے گھر سے ہی کریں کہ ایک کپڑے کے سوا سب کپڑے اتار کر پھر مسجد میں آیا کریں اور اس طرح نماز بھی پڑھ لیں۔ یہ اچھی ستم ظریفی ہے کہ گھر سے تو قمیص، شلوار، کوٹ وغیرہ پہن کر آتے ہیں اور مسجد میں داخل ہونے کے بعد صرف پگڑی یا ٹوپی اتار کر نماز پڑھنی شروع کردی۔

کیا آپ حضرات کے نزدیک اس کا معنی و مطلب یہ ہے کہ اور تو سب کپڑے پہنے ہونے چاہئیں صرف ٹوپی وغیرہ کو اتار دیا جائے لیکن یہ مطلب سراسر غلط ہے۔

شاید کچھ لوگ کہنے لگیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حکم ہے کہ مسجد میں زینت پکڑو یعنی لباس پہنو اور جب آج کپڑوں کی فراوانی ہے تو ہم یہ سارا لباس زیب تن کرتے ہیں لیکن سر کو ننگا رکھتے ہیں۔لوگوں کی خدمت میں باادب عرض ہے کہ اگر دوسرے کپڑے زینت میں داخل ہیں تو ٹوپی وغیرہ کو آپ کس دلیل سے اس زمرہ میں سے نکال باہر کررہے ہیں۔اوپر صفحات میں ہم ثابت کر

آئے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا اکثر و بیشتر معمول سر کو ڈھانپنا تھا۔لہٰذا میں ٹوپی وغیرہ سے سر ڈھانپنے کے زینت ہونے پر اور کیا مضبوط ثبوت پیش کر سکتا ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول ﷺ کا پسندیدہ معمول اعلیٰ درجہ کی زینت بھی ہے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ہاں پسندیدہ بھی۔

بہر حال ان وجوہات کی بناء پر مجھے تو نماز کی حالت میں اور عام حالت میں سر ڈھانپنا ہر حال میں بہتر و اولیٰ اور مستحب و مندوب نظر آتا ہے۔اگر کسی اہلِ علم نے اس پر تعاقب فرمایا کہ میری اس کاوش کو غیر صحیح ثابت کر دیا اور بات سمجھ میں آگئی تو ان شاءاللہ تعالیٰ رجوع بھی کرلوں گا۔

﴿ہفت روزہ الاعتصام لاہور۔9 جولائی 1990ء﴾

محمد اسحاق بھٹی وہابی:

وہابیہ کے معروف مؤرخ و عالم اسحاق بھٹی کی تحریر ہم پیش کر رہے ہیں۔اس کا پس منظر یہ ہے کہ دیوبندی ترجمان الرشید میں وہابی مولوی محب اللہ راشدی کا مضمون شائع ہوا جو ننگے سر نماز کے بارے میں ہے جو ہماری اس کتاب میں بھی شامل اشاعت ہے۔تو اسحاق بھٹی نے دیوبندی رسالے کے مدیر کو خط لکھا جس میں اسحاق بھٹی کا مؤقف اور دیگر وہابی علماء کا بھی مؤقف واضح کیا ہے وہ خط ہم ہدیہ قارئین کر رہے ہیں۔

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ!

اکتوبر 1993ء کو الرشید میں آپ نے ہفت روزہ الاعتصام کے حوالہ سے ممتاز مشہور اہلحدیث عالم مولانا سید محب اللہ راشدی کا ایک خصوصی مضمون شائع کیا ہے۔جس کا عنوان ہے۔''نماز میں سر ڈھانپنے کا مسئلہ''اس میں فاضل مضمون نگار نے الاعتصام میں شائع شدہ ایک مضمون پر تعاقب فرمایا ہے۔۔۔سید محب اللہ صاحب نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ نماز میں سر ڈھانپنا چاہئے۔کسی حدیث میں اس قسم کے الفاظ نہیں ہیں کہ نماز پڑھنے سے پہلے عمامہ یا ٹوپی سر سے اتار دو اور سر ننگا کر کے نماز پڑھو۔۔۔بلاشبہ یہ بہت اچھا مضمون ہے۔میں نے دو دفعہ پڑھا حالانکہ اس سے قبل الاعتصام میں بھی پڑھ چکا تھا۔اس ضمن میں چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں میری گزارشات کا تعلق نفس مسئلہ سے نہیں ہے اس کی وضاحت تو محب اللہ صاحب

نے کردی ہے۔ میں صرف یہ عرض کروں گا کہ اس سلسلہ میں مشاہیر علمائے اہلحدیث کا نقطہ نظر کیا ہے۔۔۔۔۔اگر آپ مناسب سمجھیں تو الرشید میں شائع فرمادیں۔

مولانا سید محمد داؤد غزنوی ننگے سر نماز پڑھنے کے سخت مخالف تھے بعض لوگ گرمیوں میں محض بنیان پہن کر نماز پڑھنا شروع کردیتے ہیں۔اس کی بھی وہ شدید مخالفت کرتے تھے۔عام طور پر اہلحدیث حضرات نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں مانگتے۔اس سے بھی مولانا اختلاف کرتے تھے۔وہ ہر نماز کے بعد قبلہ رخ بیٹھے ہوئے لمبا وظیفہ پڑھتے تھے اور پھر ہاتھ اٹھا کر خشوع وخضوع سے دعا مانگتے تھے۔

دارالعلوم تقویۃ الاسلام کے وہ مہتمم تھے اور وہیں باجماعت نماز ادا فرماتے تھے۔جماعت وہ خود نہیں کراتے تھے دارالعلوم کے کسی مدرس کو امام مقرر کرلیتے تھے۔طلباء کو باقاعدہ ہدایت تھی کہ باجماعت نماز پڑھیں۔نماز میں سر ننگا نہ رکھیں اور نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگیں۔

ایک دن مولانا نے چینیاں والی مسجد میں عصر کی نماز پڑھی۔نماز کے بعد دعا مانگ کر بیٹھے تھے کہ ان کے ایک عقیدت مند اہلحدیث جو اسی محلہ میں رہتے تھے نماز پڑھنے کے لئے آئے۔ ان کا نام ملک محمد رفیق تھا انہوں نے ننگے سر نماز پڑھی۔نماز سے فارغ ہوئے تو مولانا نے ان سے فرمایا۔

ملک صاحب اگر آپ اجازت دیں تو ایک بات عرض کروں۔لفظ عرض اور اجازت سن کر پریشان ہوئے اور بولے حضرت فرمائیے کیا ارشاد ہے۔فرمایا ننگے سر نماز نہ پڑھا کریں۔

اسی سلسلے کا ایک لطیفہ مولانا محمد اسماعیل صاحب گوجرانوالہ کا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑے علم وفضل سے نوازا تھا۔تحریر وتقریر کا انہیں خاص ملکہ حاصل تھا۔

یہ فقیر 1941ء اور 1942ء میں دو سال مولانا ممدوح کے حلقہ درس میں شامل رہا۔پھر الاعتصام کے اجزاء کے بعد فروری 1950ء سے 1952ء کے آخر تک ان کی خدمت میں رہنے کا موقع ملا۔وہ کثیر العلم اور وسیع المطالعہ بزرگ تھے۔میں انشاءاللہ ان کے متعلق ایک مستقل مضمون لکھوں گا۔بہت لوگوں کے بارے میں لکھا اور بہت لوگوں کے بارے میں لکھنے کو جی چاہتا

ہے۔استاذ مکرم مولانا اسماعیل صاحب مرحوم ومغفور بھی اسی فہرست میں شامل ہیں جن کے متعلق اپنے انداز سے کچھ گزارشات پیش کرنے کاارادرکھتاہوں۔

یہاں ننگے سرنماز پڑھنے کے متعلق مولانا ممدوح کاایک لطیفہ بیان کرنا چاہتاہوں جوواقعہ بھی ہے۔

ایک دن ایک اہل حدیث مولوی صاحب ان کی مسجد میں تشریف لائے جو بڑے جھگڑالو تھے اور بات بات پر بحث وجدل پراتر آتے تھے۔انہوں نے کُلّے پر پگڑی باندھی ہوئی تھی۔پگڑی سر سے اتاری اورنماز پڑھنا شروع کردی۔وہ نماز پڑھ چکےتو مولانا نے فرمایا یہ آپ نے کیا حرکت کی پگڑی اتار کر نماز پڑھنا کہاں کا مسئلہ ہے مولوی صاحب نے جواب دیا میں نے ٹھیک کیا ہے میرے ساتھ اس مسئلے پر بحث کرلیں۔مولانا نے فرمایا مجھے آپ کے ساتھ بحث کرنے کی ضرورت نہیں میں نے تو ایک شریفانہ بات کی تھی کہ پگڑی اتار کر نماز پڑھنا مناسب نہیں۔(گفتگو پنجابی میں ہورہی تھی)اگلی بات جو مولانا اسماعیل صاحب نے فرمائی میں وہ پنجابی میں ہی بیان کرنا چاہتا ہوں۔فرمایا''ایہہ تا اک اک پگ دی گال سی،میرے ولوں لک دی وی لاہ لے''۔

مولانا حافظ عنایت اللہ اثری گجراتی معروف اہلحدیث عالم تھے عربی اوراردوں میں انہوں نے کئی کتابیں تصنیف کیں۔سیاسی اعتبار سے اکابر علمائے اہلحدیث کی طرح نیشنلسٹ تھے اور انگریزی حکومت کے سخت مخالف۔طویل عرصے تک چمرکند کی جماعت مجاہدین کے مرکز میں رہے اور کئی سال جیلوں میں گزارے۔انگریزوں نے ان پر اتنی سختی کی تھی کہ ان کے مردانہ اعضاء بالکل بےکار کر دیئے گئے تھے اوران کے کوئی اولاد نہ تھی۔لیکن وہ بڑے خوش مزاج اورنہایت صابروشاکر تھے۔مولانا محمد اسماعیل مرحوم کے وہ گہرے دوست تھے اوران سے ملاقات کے لئے اکثر گوجرانوالہ آیا کرتے تھے۔میں نے ان کو پہلی مرتبہ 1950ء کے آخر میں دیکھا تھا اوران کی باتیں سنی تھیں۔

ایک دفعہ وہ گوجرانوالہ تشریف لائے۔مولانا اسماعیل صاحب اور مولانا حنیف ندوی صاحب سے الاعتصام کے دفتر میں ملے۔میں بھی حاضر تھا یہ غالباً1952ء کے جنوری یا فروری کی بات ہے۔اس وقت الاعتصام گوجرانوالہ ہی سے نکلتا تھا۔لاہور منتقل نہیں ہوا تھا۔ایک

صاحب وہاں آئے جو حافظ عنایت اللہ اثری مرحوم کے جاننے والے تھے۔انہوں نے حافظ صاحب سے سوال کیا کہ ننگے سر نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ حافظ صاحب نے جواب دیا نماز ہو تو جاتی ہے لیکن اس سے بچنا چاہیے پگڑی یا ٹوپی پہن کر نماز پڑھنی چاہیے۔سائل نے پوچھا یہ کہاں لکھا ہے کہ ننگے سر نماز پڑھنے سے بچنا چاہیے حافظ صاحب نے اس سوال کا نہایت عمدہ جواب دیا۔فرمایا جہاں جی چاہے لکھ لو بات وہی ہے جو میں نے بتادی۔

عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اکابر مشاہیر علمائے اہلحدیث ننگے سر نماز پڑھنے کو معیوب قرار دیتے تھے اور نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر اللہ کے حضور عجز و عاجزی سے دعا مانگا کرتے تھے۔ لیکن نئے دور کے اہلحدیث علماء ننگے سر نماز پڑھنے کے حق میں دلائل فراہم کرتے ہیں اور نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اللہ سے کچھ مانگنے کو حدیث رسول اللہ ﷺ کے خلاف قرار دیتے ہیں۔

اہلحدیث حضرات میں ایک عجیب و غریب بات دیکھنے میں آئی ہے کہ نماز شروع کرتے ہی ان کے جسم پر کھجلی ہونے لگتی ہے۔اِدھر نماز کی نیت باندھی اور اُدھر کھجلانا شروع کر دیا۔کبھی سر میں ہاتھ پھیرا، کبھی داڑھی میں، کبھی بغلوں میں، کبھی کان میں، کبھی ناک میں، کبھی کہیں یہ ''حُكُّهُرك فِي الصَّلٰوة'' کا مسئلہ معلوم نہیں ان کو حدیث کی کس کتاب سے ملا ہے۔

نمازیں جمع کرنے کے بھی اہلحدیث حضرات بہت شائق ہیں ان کی کسی میٹنگ میں جا کر دیکھئے۔ظہر کی نماز پڑھی اور ساتھ ہی عصر لپیٹ دی۔

بہر حال مولانا سید محب اللہ شاہ راشدی کو اللہ خوش رکھے وہ بہت بڑے عالم ہیں اور ان کی معلومات کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔نماز میں سر ڈھانپنے کے متعلق انہوں نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ لائق مطالعہ ہے س پر عمل کرنا چاہیے۔آپ نے یہ مضمون چھاپ کر اسے زیادہ سے زیادہ لوگوں کے علم میں لانے کی مخلصانہ کوشش کی ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر سے نوازے۔

﴿ماہنامہ الرشید لاہور، صفحہ 32، اگست 2001ء﴾

مولوی عبداللہ وہابی آف ڈیرہ غازیخان۔

وہابی مولوی عبدالقادر حصاروں نے ننگے سر نماز کے جواز میں ایک رسالہ لکھا۔جو ڈیرہ غازی

خان میں شائع ہوا تو وہاں کے ہی ایک وہابی مولوی محمد عبداللہ آف ڈیرہ غازی خان نے اس کا جواب لکھا اور شائع کیا۔

قارئین کرام مذکورہ وہابی نے مسئلہ مذکورہ کے ساتھ ساتھ احناف اہل سنت کے بارے میں بھی بکواس بازی کی ہے۔لیکن یہاں جواب سے غلط بحث ہوگی۔اس لیے اس کو تنگ کر رہے ہیں وگرنہ اس کا ایسا منہ توڑ جواب لکھا جاتا کہ اس کی آنے والی نسلیں بھی یاد رکھتیں مگر ہمیں صرف وہابیوں کو اس مسئلہ مذکورہ میں آئینہ دکھانا ہے اس لیے مذکورہ وہابی کا رسالہ من وعن شائع کر رہے ہیں۔

خذوازينتكم عند كل مسجد

ضرب الفاس کا جواب

از قلم

مولوی محمد عبداللہ خطیب جامعہ مسجد اہل حدیث

ڈیرہ غازی خان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ناظرین کرام، السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

عرض یہ ہے کہ ننگے سر نماز پڑھنے کا رواج ترقی کرتا جا رہا ہے۔ باوجود کپڑے ہونے کے یعنی ٹوپی اور پگڑی ہوتے ہوئے ننگے سر نماز پڑھنی یہ مسئلہ زیر بحث ہے۔ اگر نبی ﷺ نے یا کسی صحابی نے بدن پر کپڑے ہوتے ہوئے صرف سر پر سے ٹوپی یا پگڑی اتار کر نماز پڑھی ہو تو مسئلہ صاف ہے۔ اعتراض کی گنجائش نہیں ہے۔ اگر اس .... سے ثبوت نہیں ملتا۔ ایسا فعل کرنے والے کا یہ مسئلہ من گھڑت اور بناوٹی تصور کیا جائے گا۔ میرا یہ دعویٰ ہے کہ کسی حدیث میں اس شکل کا ثبوت نہیں ملتا کہ نبی ﷺ نے یا کسی صحابی نے سر پر سے ٹوپی یا پگڑی اتار کر رکھ دی ہو اور نماز ادا کی ہو، ایسا ثبوت کسی صحیح حدیث میں ہرگز نہیں ہے۔ چنانچہ اسی طرح جمعہ میں میں نے بیان کیا۔ جماعت غرباء کے افرا کو ناگواری گذری اور انہوں نے یہ سوچا کہ یہ مسئلہ بہت پرانا ہے اور پختہ ہے عبداللہ نے کیسے تردید لی چنانچہ جماعت غرباء کی میٹنگ ہوئی اور چندہ جمع کیا اور حضرت مولانا عبدالقادر صاحب حصاری کے پاس لکھا۔ مولانا عبدالقادر صاحب نے مضمون تیار کر کے ڈیرہ غازی خان میں جماعت کے پاس بھیج دیا۔ ڈیرہ غازی خان کی جماعت نے اچھی طرح اس مضمون کو پڑھا بعد میں حضرت مولانا عبدالغفار صاحب سلفی کو ملتان میں یہ مضمون دیا گیا کہ اس کو کراچی سے چھپوا دو۔ کراچی میں یہ مضمون چھ مہینے کے بعد کتابی شکل میں تیار ہو کر فروخت کیا گیا۔ جس کا اعلان حضرت مولانا عبدالغفار صاحب نے کراچی کی جامع مسجد میں بعد جمعہ اعلان فرمایا کہ وصال ضرب الفاس تیار ہو گیا ہے۔ ڈیرہ غازی خان میں بھی یہ رسالہ ظاہر ہوا۔ اور میری نظر سے گذرا میں نے اس کا جواب اسی وقت لکھ کر دفتر الاعتصام میں بھیج دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ مضمون رسالہ کی شکل کا ہے۔ اخبار میں نہیں آسکتا۔ آپ اس کو رسالہ کی شکل میں شائع کرو۔ میں اپنی گھریلو پریشانی میں مبتلا تھا اور میں نے سوچا کہ کسی موقع پر انشاء اللہ مدلل و مفصل رسالہ کی شکل میں شائع کروں گا۔ اب شائع کرنے کا ٹائم آ گیا۔ اب آپ کے سامنے ضرب الفاس کا جواب" ہے مہربانی فرما کر ایک ہاتھ میں "ضرب" الفاس رکھئے اور دوسرے ہاتھ میں "ضرب الفاس کا جواب" رکھیے۔ پھر انصاف سے کام لیجئے۔ مسائل کے تصفیہ کیلئے ضد اور تعصب نہیں رکھنا چاہیے

اور نہ یہ خیال کرنا چاہیے کہ ہمارے بڑے بڑے مولوی نہیں سمجھتے کیا وہ غلطی پر ہیں؟ اس قسم کی تقلیدانہ گفتگو چھوڑ کر اسبات کو دیکھنا چاہیے کہ مسئلہ کی حقیقت کیا ہے؟

مولانا عبدالقادر صاحب ''ضرب الفاس'' کے صفحہ نمبر 12، نمبر 15، نمبر 43 پر تحریر فرماتے ہیں کہ

''یہ عبداللہ گمراہ ہے۔ اس سے قطع تعلق کر دیا جائے اور اگر امام ہے اور خطیب ہے تو اس کو امامت اور خطابت سے معزول کر دیا جائے۔ ضرب الفاس کے صفحہ ۴۹ پر تحریر فرماتے ہیں کہ عبداللہ نے جمعہ میں ننگے سر نماز پڑھنے والوں کی بڑی تردید کی۔ اس پر جماعت میں شور برپا ہوا اور جماعت نے امامت سے دستبردار ہونے کا مشورہ دیا۔ تب مولوی صاحب نے معافی مانگی۔''

جواباً عرض ہے۔ یہ بات بالکل غلط اور سفید جھوٹ ہے کہ عبداللہ نے معافی مانگی اور بقول مولانا صاحب کے کہ عبداللہ نے معافی مانگی تو پھر رسالہ لکھنا اور اس میں یہ تحریر کرنا کہ یہ گمراہ ہے۔ اس کو امامت اور خطابت سے معزول کر دو۔ یہ متضاد...... کیسی ایک طرح لکھا جاتا ہے کہ عبداللہ نے جماعت سے معافی مانگ لی۔ پھر لکھا جاتا ہے کہ یہ گمراہ ہے۔ (مولانا صاحب کا عجیب دماغ ہے)

مولانا صاحب صفحہ 3 پر تحریر فرماتے ہیں کہ اصول کی اشاعت کو چھوڑ کر فروعات پر الجھ رہے ہیں اور فروعات میں بھی معمولی مسئلہ پر۔

جبکہ ننگے سر کا مسئلہ فروعی ہے تو جناب نے اپنی تکلیف کیوں گوارا کی کہ فروعی مسئلہ پر رسالہ لکھا اور عبداللہ کو گمراہ لکھنے کی عفت تکلیف اٹھائی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رسالہ لکھتے وقت مولانا صاحب کا دل و دماغ اپنے صحیح مقام پر نہیں تھا ورنہ ایسی متضاد باتیں نہ لکھتے۔ نیز مولانا صاحب صفحہ ۷ پر تحریر فرماتے ہیں۔

''کبھی آنحضور ﷺ نے پگڑی سر پر رکھ کر نماز پڑھی ہے، اس کو مندوب بھی کہتے ہیں اور یہ حسن جمال ہے''۔

رسالہ ''ضرب الفاس'' کے صفحہ 40 پر فرماتے ہیں۔

''لیکن کوئی حدیث میری نظر سے نہیں گذری جس میں یہ ذکر ہو کہ آپ نے

پگڑی سے نماز پڑھی ہو۔

جماعت غرباء کے افراد کو بہت خوشی ہے کہ ایسا رسالہ کبھی شائع نہیں ہوا اور مولانا عبدالقادر صاحب نے بڑی محنت سے یہ رسالہ تیار کیا ہے واقعی مولانا عبدالقادر صاحب قابل داد ہیں اور مرکز والے بھی قابل تعریف ہیں۔ جنہوں نے اس رسالہ کی تصحیح کی اور خوشی سے اس رسالہ کو چھپوایا ۔صفحہ ۷ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ''حضور ﷺ نے پگڑی سے نماز پڑھی''۔ اور صفحہ 40 پر انکار فرماتے ہیں کہ

''میری نظر سے کوئی ایسی حدیث نہیں گذری کہ حضور ﷺ نے پگڑی سے نماز پڑھی ہو''۔ (ماشاءاللہ، ماشاءاللہ، ماشاءاللہ مولانا عبدالقادر صاحب زندہ باد)۔

عربی لیاقت! مولانا صاحب کی عربی قابلیت ملاحظہ ہو۔ صفحہ ۷ پر لکھتے ہیں۔

الجمعة واجب علی کل مسلم

لفظ مسلم کی میم پر لگانا قابل تعریف ہے۔

صفحہ 6 پر ان تنصب ب پر پیش لگانا (یہ علمی نکتے ہیں)

صفحہ 8 پر اصلهافی کتاب الله میں کتاب اللہ کی ب پر پیش لگانا۔ (یہ محقق عالم ہونے کی نشانی ہے)

مولانا صاحب صفحہ 3 پر تحریر فرماتے ہیں ''افسوس ہے کہ جس جماعت نے عہد دہلی میں جس مسئلہ کو زندہ کیا تھا۔ اس جماعت کے بعض مولوی اب...... بنانے کی سعی کر رہے ہیں۔

مولانا صاحب کی خدمت عالیہ میں مودبانہ عرض ہے کہ جناب کس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ آیا جناب کا جماعت غرباء سے تعلق ہے یا نہیں؟ اگر جناب کا تعلق جماعت غرباء سے ہے تو جناب رکوع کی رکعت کو کیوں نہیں تسلیم فرماتے اور مرغ کی قربانی کی تردید الاعتصام میں کیوں فرمائی اور جناب ساڑے سات تولہ سونے پر زکوٰۃ کیوں فرماتے ہیں۔ کیونکہ یہ مسائل عہد دہلی سے چلے آرہے ہیں۔ یعنی جماعت غرباء رکوع کی رکعت کی قائل مرغ کی قربانی کے قائل اور ساتھ دو بچے کی قیمت کے سونے پر زکوٰۃ کے قائل اور آپ اس کے برعکس! میں حیران ہوں کہ

پھر بھی جناب کو جماعت غرباء کی طرف سے گمراہی کا تمغہ نہیں ملتا۔ یہ صرف عاجز عبداللہ کیلئے مخصوص ہے کہ یہ گمراہ ہے۔ اس کو خطابت اور امامت سے معزول کر دو۔

جماعت غرباء کا یہ عجیب انصاف ہے! جناب کے خلاف جماعت غرباء کی قلم میں جنبش نہیں آتی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جماعت غرباء کو عبداللہ سے خاص تعلق ہے۔ جس کی وجہ سے گمراہ لکھا گیا ہے۔ اگر اس وقت جماعت غرباء سے جناب کا تعلق نہیں ہے اور جو آپ نے حضرت مولانا محی الدین لکھنوی کے ہاتھ پر کونسی امارت سمجھتے ہوئے بیعت کی ہے .... قوت یا امارت خلافت اس کا فیصلہ ہونا چاہیے کیونکہ .... کے جلسہ پر تشریف لے گئے تھے۔ حضرت مولانا مولوی عبدالستار صاحب اور حضرت مولوی عبدالحنان کے درمیان مسئلہ امارت پر مناظرہ ہوا تھا جس کی روئیداد جناب کی طرف سے صحیفہ دہلی 54ھ ربیع الاول کے مہینہ میں شائع ہوئی۔ اس میں یہ ذکر ہے کہ مولانا عبدالقادر صاحب نے حضرت مولانا مولوی محمد صاحب جونا گڑھی سے ملاقات کی۔ دوران ملاقات مولانا عبدالقادر صاحب نے فرمایا کہ میں جماعت کے جلسہ پر آیا ہوں۔ لیکن میں جماعت امامیہ میں شامل نہیں ہوں بلکہ جماعت شریفیہ میں شامل ہوں۔ حضرت مولانا محمد صاحب نے فرمایا کہ حدیث میں ہے۔ فاقتلوا الاخر یہ جماعت قابل قتل ہوئی۔ مولانا عبدالقادر صاحب نے جواب دیا کہ جماعت شریفیہ کا دعویٰ مستقل امام کا نہیں ہے۔ وہ جماعت بطور نظام ہے اور امام امایہ کا میں قائل نہیں ہوں۔

اب جناب کی خدمت میں عرض ہے کہ مولانا محی الدین کو جناب نے امام تسلیم فرمایا۔ حضرت مولانا عبدالستار صاحب کی اطاعت اور مولانا محی الدین کی امامت میں کیا فرق ہے۔ کیونکہ جناب نے ''ضرب الفاس'' کے صفحہ ۳۰ پر تحریر فرمایا ہے۔ مولانا عبدالستار صاحب محدث دہلوی جو جماعت غرباء اس حدیث کے امام ہدایت ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ..... شریفیہ با اقرار جناب سے دہلی سے کیا۔ جماعت شریفیہ سے نکل کر جماعت غرباء میں کیوں داخل ہوئے تھے۔ جب جماعت غرباء میں داخل ہوئے تھے۔ کیا اس وقت جماعت غرباء کا خلافت کا دعویٰ ٹوٹ چکا تھا یا قائم تھا اگر ٹوٹ گیا تھا، تو اب آپ جماعت غرباء سے نکل کر روپڑی جماعت میں کیوں داخل ہوئے۔ جبکہ مولانا عبدالستار صاحب بھی امام ہدایت اور مولانا محی الدین صاحب بھی امام

ہدایت۔تو پھر مولانا عبدالستار صاحب کو چھوڑ کر مولانا محی الدین صاحب کو امام کیوں تسلیم کیا۔اگر جناب یہ فرمائیں کہ مولانا عبدالستار صاحب کا دعویٰ امام خلافت کا ہے۔تو جناب ضرب الفاس کے صفحہ 36 پر امام ہدایت کیوں تحریر فرمایا۔اس کی کیا وجہ؟ یہ سوال زبردست ہے جماعت غرباء میں داخل کیوں ہوئے۔جبکہ 56ھ ربیع الاول کو مہینہ میں تحریر فرماتے ہو کہ ان کا مستقبل خلافت کا دعویٰ ہے۔

کیوں جناب مستقل خلافت کا دعویٰ سمجھتے ہوئے جماعت غربا میں کیوں داخل ہوئے اور پھر خارج کیوں ہوئے۔یہ آواگون کے مسئلہ پر کیوں عمل کر رہے ہیں۔جو جماعتوں میں گھومتے پھرتے ہیں معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آپ لالچی شخص ہیں جدھر کچھ لالچ ادھر ہی لڑھک گئے۔ استقلال نہیں ہے۔ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا پر عمل نہیں ہے۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

آمدم برسر مطلب:۔

مولانا صاحب عبدالقادر صاحب نے ننگے سر نماز پڑھنے کے دلائل تحریر فرمائے۔دلائل اس قسم سے تحریر فرمائے ہیں جیسے کہ احناف سورۃ فاتحہ کو امام کے پیچھے پڑھنے سے روکنے پر.......... سمجھتے ہیں اور سرخی قائم کرتے ہیں کہ امام کے پیچھے الحمد نہ پڑھنے کی حدیث،اور حدیث قرأت کی پیش کرتے ہیں۔اسی طرح مولانا عبدالقادر صاحب نے روش اختیار کی ہے کہ سرخی قائم کرتے ہیں کہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ننگے سر نماز پڑھنے کا ثبوت اور دلیل ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا ثبوت پیش فرماتے ہیں ضرب الفاس کے چھپنے سے قبل میں نے مولانا عبدالقادر صاحب کے پاس لکھا تھا کہ اختلاف اور جھگڑا اس امر میں ہے کہ بدن پر سب کپڑے ہوتے ہوئے صرف سر پر ٹوپی یا پگڑی اتار کر رکھ دینی اور بغیر عذر کے نماز پڑھنی اس کا ثبوت درکار ہے اور نیز ایک کپڑے کی حدیث کو میں مانتا ہوں۔اگر کوئی شخص ننگے سر نماز پڑھنا چاہے تو اسی شکل اور ہیئت سے نماز پڑھ سکتا ہے جس طرح کہ کپڑے کی تنگی کے سبب حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک

کپڑے میں نماز پڑھی ہے۔ایسی تنگی کی صورت میں نماز پڑھنا جائز اور درست ہے۔

بدن پر کپڑے ہوتے ہوئے سر سے ٹوپی یا پگڑی اتار کر نماز پڑھنے کا ثبوت پیش فرمائیں۔ ورنہ وقت ضائع نہ کریں......آخر مولانا نے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے دلائل پیش فرما کر وقت ضائع کیا جیسے احناف سے ہم کہتے ہیں کہ قرأت کی حدیثوں کو ہم مانتے ہیں۔الحمد نہ پڑھنے کی حدیث پیش کرو۔الحمد کی حدیث پیش کرنے کی بجائے قرأت کی حدیث پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح میں کہتا ہوں ایسا ثبوت پیش کرو کہ بدن پر کپڑے ہوتے ہوئے صرف سر پر سے ٹوپی یا پگڑی اتار کر رکھدی ہو اور نماز پڑھی ہو آپ حوالہ پیش کرنے کی بجائے ایک کپڑے کی حدیث پیش کرتے ہیں۔پیش کریں کہاں سے جبکہ ثبوت ہی نہیں ہے۔جیسے حنفیوں کے پاس الحمد نہ پڑھنے کا ثبوت نہیں ہے۔ضد اور ہٹ دھرمی بے کار ہے۔جیسے حنفی ضد اور ہٹ دھرمی کرتے ہیں اسی طرح ننگے سر نماز پڑھنے والے اپنی ضد پر...... ہیں۔خدا ان کو ہدایت کرے۔

صحابہ کی تنگی:۔

ایک کپڑے میں جن صحابہ نے نماز پڑھی وہ بوجہ کپڑا میسر نہ ہونے کے اور جس صحابی نے باوجود کپڑے ہونے کے ایک کپڑے میں نماز پڑھی وہ صرف مسئلہ بتلانے کیلئے کہ ایک کپڑے میں نماز جائز ہے۔اب دلائل دیکھئے۔

ومن ابی هريرة رضی الله عنه قال لقد رایت سبعین من اهل الصفة مامنهم رجل علیه رداء اما ازاروا ما کساء قد ربطوا فی اعناقهم فمنها ما يبلغ نصف الساقين و منها ما يبلغ الكعبين فيجمعه بيده كراهية ان تبدو عورته ﴿بیہقی صفحہ 241، جلد 2﴾

یعنی حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ستر صحابہ کو دیکھا کہ ان کے پاس سوا تہ بند کے اور کچھ نہ تھا اپنی گردنوں میں گرہ دے کر رکھتے تھے۔کسی کا کپڑا چھوٹا ہوتا تھا کہ آدھی پنڈلی تک لٹکتا تھا۔اور کسی کا ٹخنوں تک پہنچ رہا تھا۔بس وہ حضرات اپنے ہاتھوں سے کپڑے کو دبائے رکھتے کہ کہیں شرمگاہ ظاہر نہ ہو جائے۔غور کرنے کا مقام ہے جبکہ ایک ہی کپڑا ہوتا تھا۔جو بدن

ڈھانپنے کیلئے ناکافی ہوتا تھا۔ تو ایسی صورت میں ٹوپی یا پگڑی کا ہونا محال تھا۔ وہ تنگی کا دور تھا اس دور میں ایک کپڑے میں نماز پڑھتے تھے۔ اب چونکہ تنگی نہیں ہے۔ خدا نے فراخی دے رکھی ہے۔ پھر ننگے سر نماز پڑھنا غیر موزوں ہے۔

حدیث (۲) فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يعوده منكم فقام وقمنا معه ونحن بضعة عشر ما علينا نعال ولا خفاف ولا قلانس ولا قمص نمشي في تلك السباخ حتى جئناه ﴿صحیح مسلم صفحہ 301، جلد 1﴾

یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس اطلاع آتی ہے کہ فلاں شخص بیمار ہے۔ آپ نے فرمایا کون شخص بیمار پرسی کیلئے چلتا ہے۔ صحابی رسول فرماتے ہیں۔ ہم دس آدمی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ چلے۔ ہماری حالت یہ تھی۔ یہ ہمارے پاس جوتیاں تھیں نہ موزے نہ ٹوپیاں نہ کرتے۔ ایسی حالت میں ہم بیمار پرسی کیلئے گئے۔

عن سهل بن سعد قال لقد رايت الرجال عاقدين ازرهم في اعناقهم مثل الصبيان من ضيق الازر خلف النبي صلى الله عليه وسلم فقال قائل يا معشر النساء لا ترفعن رووسكن حتى يرفع الرجال

﴿بخاری، بیہقی صفحہ 341، جلد 2﴾

یعنی سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو نماز پڑھتے ہوئے اس حالت میں دیکھا کہ اپنی تہ بندوں کی گرہ دیئے ہوئے تھے گردنوں میں مانند بچوں کے کپڑوں کی تنگی کی وجہ سے اور کہنے والا کہتا تھا کہ اے عورتو تم جماعت کی صورت میں مردوں سے پہلے سر نہ اٹھانا۔ (اس لئے کہ کہیں مردوں کے شرمگاہ نہ دکھائی دے جائیں) جب تک مرد اپنے سر نہ اٹھالیں۔ صاف لفظ موجود ہے کہ کپڑے کی تنگی کی وجہ سے اور تنگی کی بھی حد ہے اور لفظ "ضیق الازر" کو بار بار پڑھئے گا۔ جس سے مطلب ظاہر ہو جاتا ہے۔

عید کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو حکم دیا کہ وہ عید گاہ میں جائیں۔ عورتوں نے یہ عذر پیش کیا کہ ہر ایک کے پاس چادریں نہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ایک دوسری بہن کی چادر میں لپٹ کر چلی جائے۔ کیسی تنگدستی کا زمانہ ہے۔

عن ابی هریرۃ ان سائلا سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الصلوٰۃ فی ثوب واحد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکلکم ثوبان ﴿بخاری شریف صفحہ 52 جلد 1﴾

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا ہر ایک کے پاس دو کپڑے موجود ہیں۔

یہ حدیث بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ ایک کپڑے میں بوجہ تنگی کے نماز ہو جائے گی۔

فان کان واسعاً فالتحف بہ وان کان ضیقاً فاتزر بہ ﴿بخاری صفحہ 52 جلد 1﴾

یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو فرمایا اگر کپڑا فراخ ہے اس میں لپیٹ کر نماز ادا کرا اور اگر تنگ ہے تو صرف تہ بند باندھ کر نماز پڑھو یہ تنگدستی کی کیسی زبردست دلیل ہے کہ صرف تہ بند میں نماز پڑھ سر بھی ننگا مونڈھے بھی ننگے۔

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذکان لاحد کم ثوبان فلیصل فیھما فان لم یکن الا ثوب فلیتذر بہ ولا یشتمل اشتمال الیھود ﴿ابوداؤد﴾

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ تمہارے پاس دو کپڑے ہوں۔ پس چاہیے کہ نماز دونوں کپڑوں میں پڑھے۔ اگر دو کپڑے نہیں ہیں۔ صرف ایک ہی کپڑا ہے تو تہ بند باندھ کر نماز پڑھے۔ یہ کیسی صاف دلیل ہے کہ ایک کپڑے میں نماز مجبوری کے وقت ہے۔ کپڑے ہوتے ہوئے ایک کپڑے میں نماز جائز نہیں۔

وعن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کان ازارك واسعاً فتوشح بہ واذا کان ضیقاً فاتذرہ۔ رواہ ابن شیبہ ﴿رحمۃ الہداۃ صفحہ 38﴾

اس کا مضمون بھی یہی ہے کہ اگر تہ بند لمبی ہے تو کندھ ڈھانپ کر نماز پڑھو۔ اور اگر تنگ ہے تو صرف تہ بند باندھو لفظ ضیقاً صاف دلالت کر رہا ہے کہ کپڑے کی قلت تھی اور اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صرف تہ بند میں نماز پڑھے۔

عن سلمة بن الاكوع قال قلت یا رسول الله صلی الله علیه وسلم انی لا کون فی الصید ولیس علی الا القمیص افاصلی فیه قال وزرره علیك ولو بشوکة ﴿نسائی شریف صفحہ 124 جلد 1﴾

یعنی سلمہ بن اکوع نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا کہ میرے پاس سوا کرتہ کے کوئی کپڑا نہیں ہے۔ کیا میں صرف کرتہ میں نماز پڑھوں۔ آپ نے فرمایا گریبان بند کر کے نماز پڑھ لے۔

عن محمد بن المنکدر قال صلی جابر فی ازار قد عقده من قبل قفاه وثیابه موضوعة علی المشجب فقال له قائل اتصلی فی ازار واحد فقال انما صنعت ذالك لیرانی احمق مثلك و ایما کان له ثوبان علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم ﴿رواہ البخاری مشکوٰۃ صفحہ 73﴾

یعنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے کپڑے کھونٹی پر لٹکا دیئے۔ ایک کپڑے میں جو کہ گدی پر گرہ دے کر نماز ادا کی کہنے والے نے کہا۔ کہ آپ نے ایک کپڑے میں نماز کیوں پڑھی؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا یہ فعل میں نے اس لئے کیا ہے کہ تم جیسے احمق دیکھ لیں۔ کہ ایک کپڑے میں نماز جائز ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کونسا صحابی تھا۔ جس کے پاس دو کپڑے ہوتے تھے۔

ننگے سر نماز پڑھنے والوں کی یہ زبردست دلیل ہے کوئی سوال کرتا ہے تو یہی حدیث پیش کرتے ہیں۔ افسوس کے ساتھ مجھے لکھنا پڑتا ہے کہ اہل علم ہو کر دنیا کو کیوں دھوکہ دیتے ہیں اور گمراہ کرتے ہیں۔

مولانا حنیف صاحب فرید کوئی نے جو کہ جھنگ مگھیانہ میں رہتے ہیں۔ انہوں نے بھی ایک رسالہ لکھا ہے ننگے سر کے بابر اور دلیل یہی پیش کی ہے۔ بھلا ان عقلمندوں سے کوئی دریافت کرے کہ یہ جابر کا واقعہ ننگے سر نماز پڑھنے پر کیسے چسپاں ہو سکتا ہے۔ ننگے سر تو جب ہوتا جبکہ بدن پر سب کپڑے رکھتے ہوئے صرف سر پر سے ٹوپی یا پگڑی اتار کر رکھ دیتے پھر واقعی مسئلہ صاف تھا اور دلیل پکی تھی یہ تو حالت ہی اور ہے ایک کپڑے میں نماز پڑھ کر دکھلا رہے ہیں۔ اور ساتھ کے ساتھ مجبوری بھی ظاہر فرما رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اکثر کے پاس دو کپڑے

نہیں ہوتے تھے۔تو حضرت جابرؓ نے صرف ایک کپڑے میں نماز پڑھ کر مسئلہ بتایا کہ کپڑا نہ ہو اور تنگدستی ہو تو اس طریقہ سے نماز پڑھ لی جائے کیونکہ یہ حضور ﷺ کا ذکر ہے۔اب جو نئے مسلمان ہوتے اور غریب ہوتے یہ فعل کر کے دکھلا دیا تا کہ ان کو علم ہو جائے کہ ایک کپڑے میں اس شکل سے نماز پڑھنی چاہیے۔نتیجہ صاف ہے کہ ایک کپڑے میں نماز مجبوری کے وقت ہے یا مسئلہ بتلانے کیلئے ہے۔

میری تائید:۔

حضرت مولانا عبدالقادر صاحب ''ضرب الفاس'' کے صفحہ 32 پر تحریر فرماتے ہیں۔کہ

''ایک شخص نے آنحضور ﷺ سے سوال کیا کہ ایک کپڑے میں نماز کا کیا حکم ہے تو آنجناب نے ارشاد فرمایا'' لیس ککم یجد ثوبین ''تم سب لوگ دو کپڑے نہیں پا سکتے یہ کیسا جامع حکم ہے۔جس کا مطلب یہ ہے کہ ستر ڈھانپنے کیلئے ایک ہی کپڑا شرط ہے۔دو کو میں شرعی حکم نہیں ٹھہرا سکتا۔اگر حکم شرعی مقرر کر دوں تو ہر شخص میرے امتی کو دو کپڑے کہاں میسر ہو سکتے ہیں اکثر امت غریب مسکین ہے۔

الحمد لله ثم الحمد لله! جادو وہ کہ جو سر چڑھ کر بولے، مولانا کے الفاظ کو دوبارہ سہ بارہ پڑھو کہ مولانا نے کیسا اچھا لکھا ہے کہ ایک کپڑے میں مجبوری کے وقت نماز ہو جاتی ہے۔جبکہ دوسرا کپڑا نہ ہو۔اب ننگے سر والوں کی دلیل ہی ایک کپڑے کی ہے۔''ضرب الفاس'' کے صفحہ ۱۶ پر تحریر فرماتے ہیں۔پس نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ننگے سر صرف ایک کپڑے میں نماز پڑھنا ثابت ہوا۔

نتیجہ صاف ہوا مولانا کی دونوں تحریروں سے یعنی صفحہ 16 اور صفحہ 32 کہ ننگے سر نماز پڑھنی جو کہ ایک کپڑے کی دلیل ہے۔وہ صرف مجبوری کے وقت ہے۔جب کہ دوسرا کپڑا میسر نہ ہو۔ننگے سر نماز پڑھنے والو! خدا نے تمہارے گھر سے ہی فیصلہ کروا دیا کہ ننگے سر نماز پڑھنی مجبوری کے وقت ہے۔اب خدا سے ڈرو اور ضد کو چھوڑو جبکہ تمہارے پاس کپڑے موجود ہوتے ہیں۔پھر ننگے سر نماز پڑھنے کی کیا وجہ جس مسئلہ کا کوئی ثبوت ہی نہ ہو۔

اعتراض: اگر یہ کہا جائے کہ جناب ننگے سر نماز پڑھنے کی دلیل یہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے جو کہ اس نے باوجود کپڑے ہوتے ہوئے صرف ایک کپڑے میں نماز پڑھی۔ ہم بھی کپڑے کے ہوتے ہوئے ننگے سر پڑھتے ہیں۔

جواباً عرض ہے کہ آپ بھی اس شکل سے نماز پڑھیں۔ جس شکل سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی تھی۔ لیکن یہ اس شکل کا ثبوت نہیں ہے کہ بدن پر قیمتی کپڑے موجود ہیں ہاتھ میں گھڑی بندھ رہی ہے اور سر پر سے ٹوپی یا پگڑی اتار کر رکھ دی اور نماز ادا کی۔ یہ من گھڑت مسئلہ ہے۔ بلکہ بدعت ہے۔ جس طریقہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے عمل کیا۔ اسی طریقہ سے عمل کرنا چاہیے.......... جیسا کہ جماعت غرباء کا عقیدہ ہے کہ جمعہ کے دن، مسجد میں دو اذانیں کہنی بدعت ہیں۔ حالانکہ اذان فی نفسہ اچھی ہے۔ چونکہ مسجد میں دوسری اذان نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت نہ صحابہ j کے وقت ہوئی۔ صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد سے باہر کہلوائی ہے۔ اب جماعت غرباء عدم ثبوت کی بناء پر مسجد میں دوسری اذان کو بدعت فرماتے ہیں۔ اسی طرح ننگے سر نماز اس شکل و ہیئت سے نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ بلکہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنی ثابت ہے اگر عمل کا شوق ہے تو اسی شکل سے جیسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عمل کیا، عمل کرو۔ اپنے کرتے، پاجامے اتار کر رکھ دیا کرو اور ایک کپڑے میں گردن پر گرہ دے کر نماز پڑھو۔ پھر واقعی حدیث کے مطابق آپ کی نماز ہوگی۔ پھر صرف مجبوری اور غیر مجبوری کا اختلاف رہ جائے گا۔ باقی ہیئت اور شکل کا فیصلہ ہو گیا۔

سردی کیوں جناب سردیوں میں یہ مسئلہ کیوں چھپ جاتا ہے۔ اس وقت حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھول جاتے ہو۔ کیا سردیوں میں یہ مسئلہ قابل عمل نہیں رہتا۔ سردیوں میں بڑے بڑے علامہ اور محدث اپنے سروں کو ڈھانپ لیتے ہیں اور گرمیوں میں پگڑی اتار کر نماز ادا فرماتے ہیں۔ اور سو شہید کا ثواب حاصل فرماتے ہیں۔ نہ معلوم سردیوں میں اس پر عمل کیوں نہیں کیا جاتا یا تو یہ بات ہے کہ سردیوں میں عمل کرنے والے کو سو شہید کا ثواب نہیں ملتا ہوگا اس لئے سب سر ڈھانپ لیتے ہیں ورنہ ثواب تو سردیوں میں زیادہ ملنا چاہیے۔ پوہ ماہ جنوری کے مہینہ میں۔

بعض حضرت فرماتے ہیں کہ ننگے سر نماز پڑھنی عاجزی ہے تو کیوں جناب سردیوں میں

عاجزی ختم ہو جاتی ہے۔اس کی کیا وجہ؟ بعض حضرت فرماتے ہیں کہ جب لوگ ننگے سر کے مخالف ہوں تو اس وقت ننگے سر پڑھنا فرض ہے۔

جواباً عرض ہے پھر سردیوں میں کیا فرضیت ٹوٹ جاتی ہے۔

مرغ کی قربانی کے لوگ منکر ہیں اس موقع پر سب جماعت غرباء کے افراد مرغ کی قربانی کیا کریں۔ دیکھو پھر کتنی کھالیں جمع ہوتی ہیں۔

حالت احرام:۔

مولانا عبدالقادر صاحب اور اکثر حضرات یہ فرمایا کرتے ہیں کہ حالت احرام میں ننگے سر سے نماز پڑھی جاتی ہے۔ جب اس جگہ نماز ہو جاتی ہے تو اس جگہ کیا خرابی ہے۔ جب کہ خدا کے بڑے گھر بیت اللہ میں ننگے سر نماز ہو جاتی ہے۔

جواباً عرض ہے کہ جب کہ حالت احرام میں ننگے سر نماز پڑھی جاتی ہے اس جگہ بھی کثرت سے ننگے سر نماز پڑھی جائے تو پھر حالت احرام میں اور اس جگہ میں کیا فرق رہا؟ حالت احرام میں ننگے سر نماز پڑھنا صاف دلالت کر رہا ہے کہ غیر احرام کی حالت میں ننگے سر نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ مثلاً حاجی لوگ احرام کی حالت میں بھی ننگے سر نماز پڑھیں اور احرام کے ختم ہونے کے بعد بھی ننگے سر نماز پڑھیں تو امتیاز کیا رہا؟ احرام اور غیر احرام کی حالت میں فرق کیسے کیا جائے گا۔ کہ یہ محرم ہے یا غیر محرم۔ حالت احرام میں سر ڈھانپنا گناہ ہے اور جرم ہے۔ کیا غیر احرام کی حالت میں بھی سر ڈھانپنا جرم ہے حالت احرام میں کرتا پاجامہ پہننا منع ہے تو کیا غیر احرام میں بھی منع ہوا۔

حدیث : لا یلبس القمیص ولا السراویل ﴿بخاری﴾

محرم نہ کرتہ پہنے، نہ شلوار۔ احرام کی حالت میں جس کا استقال ہر جانے کفن دیتے وقت اس کا سر نہیں ڈھانپنا چاہیے۔

حدیث : عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما ان محرما مات فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اغسلوہ بماء و سدر و کفنوہ فی ثوبیہ ولا

اعتراض: اگر یہ کہا جائے کہ جناب ننگے سر نماز پڑھنے کی دلیل یہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے جو کہ اس نے باوجود کپڑے ہوتے ہوئے صرف ایک کپڑے میں نماز پڑھی۔ ہم بھی کپڑے کے ہوتے ہوئے ننگے سر پڑھتے ہیں۔

جواباً عرض ہے کہ آپ بھی اس شکل سے نماز پڑھیں۔ جس شکل سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی تھی۔ لیکن یہ اس شکل کا ثبوت نہیں ہے کہ بدن پر قیمتی کپڑے موجود ہیں ہاتھ میں گھڑی بندھ رہی ہے اور سر پر سے ٹوپی یا پگڑی اتار کر رکھ دی اور نماز ادا کی۔ یہ من گھڑت مسئلہ ہے۔ بلکہ بدعت ہے۔ جس طریقہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے عمل کیا۔ اسی طریقہ سے عمل کرنا چاہیے .... جیسا کہ جماعت غرباء کا عقیدہ ہے کہ جمعہ کے دن، مسجد میں دو اذانیں کہنی بدعت ہیں۔ حالانکہ اذان فی نفسہ اچھی ہے۔ چونکہ مسجد میں دوسری اذان نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت نہ صحابہ j کے وقت ہوئی۔ صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد سے باہر کہلوائی ہے۔ اب جماعت غرباء عدم ثبوت کی بناء پر مسجد میں دوسری اذان کو بدعت فرماتے ہیں۔ اسی طرح ننگے سر نماز اس شکل و ہیئت سے نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ بلکہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنی ثابت ہے اگر عمل کا شوق ہے تو اسی شکل سے جیسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عمل کیا، عمل کرو۔ اپنے کرتے، پاجامے اتار کر رکھ دیا کرو اور ایک کپڑے میں گردن پر گرہ دے کر نماز پڑھو۔ پھر واقعی حدیث کے مطابق آپ کی نماز ہوگی۔ پھر صرف مجبوری اور غیر مجبوری کا اختلاف رہ جائے گا۔ باقی ہیئت اور شکل کا فیصلہ ہوگیا۔

سردی کیوں جناب سردیوں میں یہ مسئلہ کیوں چھپ جاتا ہے۔ اس وقت حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھول جاتے ہو۔ کیا سردیوں میں یہ مسئلہ قابل عمل نہیں رہتا۔ سردیوں میں بڑے بڑے علامہ اور محدث اپنے سروں کو ڈھانپ لیتے ہیں اور گرمیوں میں پگڑی اتار کر نماز ادا فرماتے ہیں۔ اور سو شہید کا ثواب حاصل فرماتے ہیں۔ نہ معلوم سردیوں میں اس پر عمل کیوں نہیں کیا جاتا یا تو یہ بات ہے کہ سردیوں میں عمل کرنے والے کو سو شہید کا ثواب نہیں ملتا ہوگا اس لئے سب سر ڈھانپ لیتے ہیں ورنہ ثواب تو سردیوں میں زیادہ ملنا چاہیے۔ پوہ ماہ جنوری کے مہینہ میں۔

بعض حضرت فرماتے ہیں کہ ننگے سر نماز پڑھنی عاجزی ہے تو کیوں جناب سردیوں میں

عاجزی ختم ہو جاتی ہے۔اس کی کیا وجہ؟ بعض حضرت فرماتے ہیں کہ جب لوگ ننگے سر کے مخالف ہوں تو اس وقت ننگے سر پڑھنا فرض ہے۔

جواباً عرض ہے پھر سردیوں میں کیا فرضیت ٹوٹ جاتی ہے۔

مرغ کی قربانی کے لوگ منکر ہیں اس موقع پر سب جماعت غرباء کے افراد مرغ کی قربانی کیا کریں۔دیکھو پھر کتنی کھالیں جمع ہوتی ہیں۔

حالت احرام:۔

مولانا عبدالقادر صاحب اور اکثر حضرات یہ فرمایا کرتے ہیں کہ حالت احرام میں ننگے سر سے نماز پڑھی جاتی ہے۔جب اس جگہ نماز ہو جاتی ہے تو اس جگہ کیا خرابی ہے۔جب کہ خدا کے بڑے گھر بیت اللہ میں ننگے سر نماز ہو جاتی ہے۔

جواباً عرض ہے کہ جب کہ حالت احرام میں ننگے سر نماز پڑھی جاتی ہے اس جگہ بھی کثرت سے ننگے سر نماز پڑھی جائے تو پھر حالت احرام میں اور اس جگہ میں کیا فرق رہا؟ حالت احرام میں ننگے سر نماز پڑھنا صاف دلالت کر رہا ہے کہ غیر احرام کی حالت میں ننگے سر نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔مثلاً حاجی لوگ احرام کی حالت میں بھی ننگے سر نماز پڑھیں اور احرام کے ختم ہونے کے بعد بھی ننگے سر نماز پڑھیں تو امتیاز کیا رہا؟ احرام اور غیر احرام کی حالت میں فرق کیسے کیا جائے گا۔ کہ یہ محرم ہے یا غیر محرم۔حالت احرام میں سر ڈھانپنا گناہ ہے اور جرم ہے۔کیا غیر احرام کی حالت میں بھی سر ڈھانپنا جرم ہے حالت احرام میں کرتا پاجامہ پہننا منع ہے تو کیا غیر احرام میں بھی منع ہوا۔

حدیث : لا یلبس القمیص ولا السراویل ﴿بخاری﴾

محرم نہ کرتہ پہنے، نہ شلوار۔احرام کی حالت میں جس کا استقال ہر جانے کفن دیتے وقت اس کا سر نہیں ڈھانپنا چاہیے۔

حدیث : عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما ان محرما مات فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اغسلوه بماء و سدر و کفنوه فی ثوبیه ولا

تخمروا راسه ولا تقربوه طیبا فانه یبعث یوم القیمة ملبیاً ﴿طبرانی صغیر صفحہ 43﴾

یعنی ایک محرم کا انتقال ہو گیا حضور ﷺ نے فرمایا بیری کے پتوں سے غسل دو اور دو کپڑوں میں کفن دو اور اس کا سر ڈھانپو اور نہ اس کو خوشبو لگاؤ۔ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔ اب ننگے سر نماز پڑھنے والوں کا جب انتقال ہو جائے۔ ان کو بھی دو کپڑوں میں دفن کر دینا چاہیے اور ان کا سر نہ ڈھانپنا چاہیے کیونکہ حالت احرام ان کے لئے بخت سے خدا سے ڈرو مولویو! کیا خدا کو منہ دکھاؤ گے۔ کس طرح دنیا کو پاگل بنا رکھا ہے۔ کجا احرام کی حالت کا مسئلہ اور کجا ننگے سر نماز پڑھنے کا مسئلہ۔

جیسے! احناف رفع الیدین کی ممانعت میں صحیح مسلم کی روایت گھوڑوں کے دموں کی حالت ہاتھ نہ ہلاؤ پیش کرتے ہیں۔ ایسے ہی ننگے سر نماز پڑھنے والے حالت احرام کی دلیل پیش کرتے ہیں۔ جیسے احناف کی دلیل بے موقع ہے اسی طرح ننگے سر نماز پڑھنے والوں کی دلیل بے موقع ہے۔

سر ستر میں نہیں ہے:

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سر ستر میں نہیں ہے۔ جب کہ سر ستر میں نہیں ہے تو حالت احرام میں سر ڈھانپنے پر جرم کیوں ہے۔ جب کہ سر ڈھانپنا ضروری نہیں ہے۔ مرضی پر دارومدار ہے۔ تو حالت احرام میں سر ڈھانپنے پر جرم نہیں ہونا چاہیے اور سردیوں میں سر ستر ہو جاتا ہے اور جب کہ سر ستر نہیں ہے تو جمعہ کے روز پگڑی سے نماز پڑھنے والے کی اور فضیلت کیوں آئی۔ چنانچہ مولانا عبد القادر صاحب اس حدیث کو اپنے رسالہ جو کہ شعبہ تبلیغ سے شائع ہوا ہے۔ جمعہ کے بارے میں درج کیا ہے۔

اگر کوئی حنفی یہ کہے کہ یہ دکھلاؤ کہ رفع یدین نماز کا رکن ہے تو کوئی اہل حدیث کہلا سکتا ہے۔ سوائے اس کے یہ کہا جائے گا کہ حضر نے ساری عمر رفع یدین سے نماز ادا کی ہے۔ کبھی رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت گو رفع یدین............ ترک نہیں کی۔ اس طرح میں بھی کہوں گا کہ حضور ﷺ نے ساری عمر میں کبھی ایک دفعہ بھی پگڑی یا ٹوپی اتار کر نماز نہیں پڑھی بلکہ ہمیشہ ٹوپی اور پگڑی سے نماز پڑھتے رہے۔ البتہ ایک دو دفعہ ایک کپڑے میں نماز ادا کی ہے جو کہ

امت کوتعلیم دینے کیلئے کہ مجبوری کے وقت ایک کپڑے میں بھی نماز جائز ہے۔

بڑی زبردست دلیل:

حضرت الفاضل الاجل مولانا عبدالستار صاحب محدث نے ایک رسالہ اسی مسئلہ پر ضرب الفاس کے نام سے دہلی میں شائع فرمایا تھا جس میں حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب سامرودی نے ایک حدیث پیش کی ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔ اس حدیث کو بہت اہمیت دیتے ہیں اور صاف کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے پگڑی اتار کر نماز پڑھی ہے۔ میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ یہ حدیث دکھلاؤ۔ اس کی سند پیش کرو۔ لیکن آج تک خدا کے فضل سے سند پیش نہیں کر سکے۔ آج بذریعہ تحریر اعلان کرتا ہوں کہ کسی کے اندر جرأت ہے تو مندرجہ ذیل حدیث کی سند پیش کریں۔ یہ ایسا سفید جھوٹ ہے کہ حضور ﷺ نے پگڑی اتار کر نماز پڑھی۔ جیسا کہ احناف میں مشہور ہے کہ رفع یدین کا جب حکم ہوا تھا جبکہ وہ لوگ اپنی بغلوں میں بت رکھتے تھے۔ یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس رکعت تراویح کا حکم دیا۔

وکان ربما نزع قلنسوته فجعلها سترة بين يديه وهو يصلى

﴿جامع صغیر صفحہ 120﴾

یہ حدیث ہے جس کی سند اس میں نہیں لکھی۔ جامع صغیر میں آخر اس حدیث کے لکھا ہے کہ یہ ضعیف ہے۔ تحفۃ الاحوذی شرح جامع ترمذی جلد 3 کے صفحہ 70 پر مرقوم ہے۔

لم اقف على اسناد رواية ابن عباس هذه فلا ادرى هى صالحة للاحتجاج ام لا۔

یعنی حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارک پوری فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند کا مجھے علم نہیں کہ اس کی سند درست ہے یا غیر درست ہے۔ یہ حدیث قابل عمل ہے یا نہیں۔ اس حدیث کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ یعنی نبی ﷺ پگڑیاں باندھتے تھے اور ٹوپیاں بھی اوڑھتے تھے۔ کبھی ٹوپیوں پر پگڑیاں، کبھی بغیر ٹوپیوں کے پگڑیاں اور کبھی آپ اپنی ٹوپی نکال کر ستر بنا لیتے اور نماز پڑھتے۔ یہ آخری جملہ ننگے سر نماز پڑھنے والوں کی دلیل ہے۔ ترجمہ پر غور کیا جائے کہ حضور

ﷺ پگڑیاں باندھتے تھے اور ٹوپیاں اوڑھتے تھے کیا ایک وقت میں کئی پگڑیاں باندھتے تھے؟ یہ الفاظ دلالت کرر ہے ہیں کہ یہ حدیث بناوٹی ہے۔ ورنہ لفظ واحد کا آنا چاہیے۔ عمامہ واحد ہے اور عمائم جمع ہے۔ جہاں یہ ذکر آتا ہے کہ حضور ﷺ نے پگڑی پر مسح کیا اس جگہ لفظ عمامہ ہے۔ قلنسوۃ واحد ہے یعنی ایک ٹوپی اور قلانس جمع ہے بہت سی ٹوپیاں۔ اب اس حدیث میں ہے آپ ﷺ ٹوپیاں پہنتے تھے۔ کیا ایک وقت میں بہت ساری ٹوپیاں اوڑھتے تھے؟

لفظ نزع:

یہ لفظ ہے جس سے جماع غرباء کے افراد کو سخت مغالطہ لگا ہوا ہے۔ اس لفظ کے معنی کئے جاتے ہیں اتارنے کے یعنی نبی ﷺ نے ٹوپی اتار کر نماز پڑھی۔ حالانکہ یہ ترجمہ غلط ہے نزع کے معنی نکالنے کے ہیں یا کھینچنے کے ہیں یعنی نبی ﷺ نے ٹوپی نکالی اب نہ معلوم کہاں سے نکالی سر کا لفظ نہیں ہے۔ اگر یہ ہوتا کہ سر پر سے اتار کر رکھ دی جبکہ مسئلہ صاف تھا چونکہ سر کا لفظ ہی نہیں ہے اور لفظ نزع کے معنی نکالنے کے ہیں اتارنے کے نہیں ہیں۔ اس کی دلیل قرآن شریف سے دیکھئے ''ونزع یدہ فاذا ھی بیضاء للناظرین''۔ ترجمہ: جناب حضرت مولانا عبدالستار صاحب مفسر قرآن والحدیث اور نکالا اور اپنا ہاتھ۔

ونزعنا ما فی صدورھم ﴿پارہ 8 رکوع 4﴾
یعنی ہم نے ان کے سینوں سے کھینچ لیا۔

نکالنا اور کھینچنا ایک ہی مطلب ہے۔ مطلب صاف ہو گیا کہ حضور ﷺ ٹوپی نکال کر اس کا سترہ بنا کر نماز پڑھتے۔ اس سے ننگا سر قطعاً ثابت نہیں ہوتا۔ اس حدیث میں کئی خرابیاں ہیں جو کہ آپ حضرات نے ملاحظہ فرما لیا۔ ایسی حدیث کو ننگے سر نماز پڑھنے کے متعلق پیش کرنا سخت غلطی ہے۔ اس حدیث میں بھی لفظ نزع ہے اور قرآن میں بھی لفظ نزع ہے۔ جس کے معنی نکالنے کے ہیں پارہ 20 (ونزعنا من کلامۃ شھیدا)۔ ہم نکالیں گے ہر امت سے گواہ۔ اگر یہ کہا جائے کہ ہم اتاریں گے۔ تو یہ ترجمہ غلط ہے۔

ایک اور دلیل:۔

''ضرب الفاس ہند'' کے صفحہ۲ پر یہ دلیل پیش کی گئی ہے۔''قال الحسن کان القوم یسجدون علی العمامة والقلنسوة''۔یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سجدہ کرتے تھے پگڑیوں اور ٹوپیوں پر یہ ننگے سر کی دلیل ہے(سبحان اللہ) کون سے لفظ کا ترجمہ ہے کہ پگڑیاں اتار کر رکھ دیتے تھے۔ پگڑیوں پر سجدہ کرنے سے ننگا سر ثابت ہو گیا۔''لا حول ولا قوة الا باللہ''۔کتنی عقلمندی ہے۔

امام بخاری باب منعقد فرماتے ہیں۔

باب السجود علی الثوب فی شدة الحر قال الحسن کان القوم یسجدون علی العمامة والقلنسوة ویداه فی کمه

یہ باب ہے اب حدیث ملاحظہ ہو جو اس باب کے تحت لائے ہیں۔

عن انس بن مالك قال كنا نصلی مع النبی صلی اللہ علیه وسلم فیضع احد ناطرف الثوب من شدة الحرفی مكان السجود۔

یعنی حضرت حسن فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام سروں پر پگڑیاں باندھے ہوئے ہوتے اور گرمی کی وجہ سے پگڑیوں کے پیچوں پر یا پگڑیوں کے شملوں پر سجدہ کرتے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے اور اپنے کپڑوں کے کنارے پر سجدہ کرتے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث نے فیصلہ کر دیا کہ پگڑیوں کے کنارے پر سجدہ کرتے تھے۔ابن ابی شعبہ میں باب منعقد کیا گیا ہے۔

من كان يسجد علی كورالعمامة ولا يری به باساً عن سعيد بن المسيب والحسن انهما كانا لا يريان باساً بالسجود علی كورا

﴿العمامۃ صفحہ 181 جلد 1﴾

یعنی حسن بصری صاحب پگڑیوں کے پیچوں پر سجدہ کرنے کو جائز سمجھتے تھے۔

قال الشيخ واما ماروی عن النبی صلی اللہ علیه وسلم من السجود علی كور العمامة فلايثبت شی من ذالك واصح ماروی فی ذالك قول الحسن

البصری حکایۃ عن اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

﴿بیہقی صفحہ 106، جلد 2﴾

یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پگڑی کے پیچ پر سجدہ کرنے کا ثبوت نہیں ہے۔ البتہ حسن بصری کا قول صحابہ کرام کے متعلق یہ بہت صحیح ہے۔ اس عبارت نے صاف فیصلہ کر دیا۔ بخاری والی عبارت کا یہ مقصد کہ پگڑیوں کے پیچوں پر سجدہ کرتے تھے نہ کہ پگڑیاں اتار کر رکھ دیتے تھے۔ کتنا زبردست مغالطہ ہے۔ ان دونوں جوابوں سے یعنی ابن ابی شیبہ اور بیہقی والی عبارت سے بات صاف ہو گئی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پگڑیاں اتار کر ان پر سجدہ نہیں کرتے تھے۔ بلکہ پگڑیاں سر پر ہوتی تھیں اور گرمی کی شدت سے ماتھے پر رکھ کر سجدہ کرتے یا پگڑیوں کے پلوں پر سجدہ کرتے تھے۔ بہر حال دونوں مقصد ٹھیک ہیں۔ لیکن یہ کہنا کہ پگڑیاں اتار کر سجدہ کی جگہ رکھ دیتے یہ مطلب بالکل غلط ہے۔ نیز یہ پگڑیوں کے پیچ پر سجدہ کرنا عذر کے وقت جائز ہے۔ بغیر عذر کے ناجائز ہے۔

﴿دیکھو نیل الاوطار﴾

گرمی کا عذر:۔

ہمارے بھائی یہ فرمایا کرتے ہیں کہ گرمی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھی جاتی ہے۔ دیکھئے مدینہ میں کتنی سخت گرمی تھی کہ صحابہ سجدہ کی جگہ کپڑے کا پلہ ڈالتے اور سجدہ کرتے۔ ایسی سخت مجبوری میں بھی صحابہ نے سر پر سے پگڑیاں نہیں اتاریں۔ ننگے سر نماز پڑھنے والے گرمی کا عذر کرتے ہیں بلکہ ایک چھوٹا سا کپڑا تولیہ وغیرہ کندھوں پر ڈالا اور نماز پڑھ رہے ہیں۔ بعد میں جب دکان یا بازار میں تشریف لے جاتے ہیں تو باقاعدہ کرتہ سر پر ٹوپی یا عدالت جانا ہو تو باقاعدہ عزت کے ساتھ جائیں گے۔ پھر گرمی کا عذر باقی نہیں رہتا۔ ''وما قدرو اللہ حق قدرہ''۔ ان لوگوں نے خدا کی کوئی قدر و منزلت نہیں کی۔ ان لوگوں کی نگاہ میں لوگوں کی قدر و منزلت زیادہ ہے۔ اور وجہ یہ ہے کہ جب یار دوستوں کے پاس یا بازار جاتے ہیں یا بیاہ شادی کے موقع پر یا جب عدالت میں پیش ہوتے ہیں تو سر پر ٹوپی یا پگڑی ضرور ہوتی ہے۔ کیا اس وقت گرمی ختم ہو جاتی ہے۔

حضرت مولانا عبدالقادر صاحب اپنی کتاب کے صفحہ 12 پر تحریر فرماتے ہیں

امنا جابر بن عبد الله فی قمیص لیس علیه رداء فلما انصرف قال انی رایت رسول الله علیه وسلم یصلی فی قمیص

یعنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ نے ایک کرتہ میں امامت کرائی اور صرف کرتہ تھا تہ بند (تہمد) نہیں تھا۔

میں تو اسے بھی مجبوری پر محمول کروں گا۔ یا یہ کہ مسئلہ بتلانے کے لئے ایسا کیا۔ خدا آپ کو اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ اگر کبھی آپ کو کراچی والے اپنے جلسہ پر مدعو کریں یا ملتان کے جلسہ پر جائیں اور اس موقع پر آپ کو امامت کا موقع مل جائے تو پھر آپ اپنی تہ بند یا شلوار اتار کر رکھ دیجئے گا۔ اور ایک کرتہ میں نماز پڑھایئے۔ (گرمیاں میں تو ململ کا کرتہ اچھا رہے گا) پھر ماشاءاللہ ننگے سر کے مسئلہ پر بھی عمل اور شلوار یا تہ بند نکال کر رکھنے پر بھی عمل ہو جائے گا۔ صرف لکھنے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ عمل سے فائدہ ہوتا ہے۔ اس لئے عمل کی ضرورت ہے۔ عمل کیجئے اور لوگوں سے عمل کروائیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے متعلق۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

او کلکم یجد ثوبین اذا وسع الله فاوسعوا

جب اللہ فراخی دے فراخی کرو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک کپڑے سے نکال کر، دو کپڑوں کی طرف رغبت دلا رہے ہیں۔ تہ بند اور چادر میں یا کرتہ اور تہ بند میں یا تہ بند اور بنیان میں یا پاجامہ اور چادر میں۔ یا پاجامہ اور قمیض میں یا پاجامہ اور بنیان میں یا جانگیہ اور بنیان میں یا جانگیہ اور کرتہ میں۔ یہ نقشہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ننگے سر نماز پڑھنے والے اس دلیل پر بھی بڑے خوش ہوتے ہیں کہ ہم بھی دو کپڑوں میں نماز پڑھتے ہیں۔ خدا کے بندو یہ مجبوری کا امر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان پر غور کرو۔ کہ جب اللہ فراخی دے۔ فراخی کرو۔ ایک کپڑے سے دوسرے کپڑے کی فراخی اس طرح ہو رہی ہے۔ کیا کوئی شخص شلوار یا تہ بند ہوتے ہوئے جانگیہ اور بنیان میں نماز پڑھے گا؟ کبھی نہیں پڑھے گا۔ اس کا ضمیر کبھی گوارا نہیں کرے گا۔ یہ مجبوری کا مسئلہ ہے۔ جس کے پاس کپڑے نہیں ہیں۔

صرف جانگیہ اور بنیان ہے۔ اس شخص کی نماز جائز درست ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ مجبوری کے وقت نہیں ہے بلکہ خوشی سے پڑھ سکتے ہیں۔ ننگے سر نماز پڑھنے والوں کو اس مسئلہ پر بھی عمل کرنا چاہیے گرمیاں میں دو تین جانگیے اور دو تین بنیانیں بنوالیں اور جب نماز کا وقت آئے تو کرتہ اور شلوار کو اتار کر رکھ دیا کریں اور جانگیہ اور بنیان پہن کر نماز ادا کیا کریں۔ جیسے کثرت سے صف کی صف ننگے سر نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہوتے ہیں۔ دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ یہ سب کے سب احرام کی حالت میں کھڑے ہیں اب ان سب کو جانگیہ اور بنیان پہن کر نماز پڑھنی چاہیے۔ (چونکہ فوٹو اتارنا شریعت میں منع ہے ورنہ ان کا اس حالت کا فوٹا اتار کر دنیا کے سامنے رکھا جائے) ننگے سر نماز پڑھنے والو۔ اس مسئلہ کو بھی زندہ کرو۔ صرف ایک آدمی کے عمل کرنے سے کچھ نہیں بنتا جب تک کہ کثرت سے اس پر عمل نہ کیا جائے اور اس پر عمل کرنے کی وجہ سے سارے بدن کی گرمی زائل ہو جائے گی۔ انشاءاللہ۔

میری تائید:۔

مولانا عبدالقادر صاحب، حضرت عمر رضی اللہ عنہ والی حدیث، لکھ کر صفحہ 20 پر تحریر فرماتے ہیں۔

"اس وضاحت سے یہ ثابت ہوا کہ نماز ایک ہی کپڑے میں صحیح ہے۔ لیکن فضیلت حاصل کرنی ہو اور اللہ نے کپڑوں میں فراخی دے دی ہو تو مندرجہ بالا طرز کے دو کپڑوں میں نماز افضل ہے۔ الحمدللہ ہم اہل حدیث اسی حساب سے نماز پڑھتے ہیں لیکن پگڑی وغیرہ کے سر کے خمار کا کسی حدیث میں ذکر نہیں ہے کہ اس کے ساتھ نماز پڑھنا افضل ہو"۔

ناضرین کرام! مولانا صاحب میری تائید فرما رہے ہیں کہ ایک کپڑے میں نماز تنگی کے وقت ہے اور فراخی کے وقت دو کپڑوں میں نماز افضل ہے۔ یعنی بنیان اور جانگیہ میں۔ مولانا کے اس فقرے کو مکرر سکرر پڑھو یعنی "مندرجہ بالا طرز کے دو کپڑوں میں" جس میں بنیان اور جانگیہ کا طریقہ موجود ہے۔ اس طرز پر کسی اہل حدیث کو نہیں دیکھا کہ جانگیہ اور بنیاد میں نماز پڑھتا ہو اور مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ ہم اہل حدیث اسی حساب سے نماز پڑھتے ہیں۔ یہ مولانا کا لکھنا غلط ہے۔

ہاں عمل شروع کروا دیجئے پھر آپ کا لکھنا ٹھیک۔ عمل کی عدم موجودگی میں لکھنا ٹھیک نہیں ہے۔ جب تک ننگے سر نماز پڑھنے والوں سے جا نگیہ اور بنیان میں نماز پڑھنے کی عادت استمراری نہ ڈلوائیں۔

پگڑی سے نماز پڑھنے کا ثواب:۔

عن ابی الدرداء قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله وملئکته یصلون علی اصحاب العمائم یوم الجمعة

﴿مجمع الزوائد کتاب الجمعۃ۔ جامع صغیر صفحہ 83۔ تلخیص الحبیر کتاب الجمعۃ﴾

یعنی پگڑیوں سے نماز پڑھنے والوں کے لئے فرشتے دعا مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے۔

صلاة تطوع او فریضة بعمامة تعدل خمسا وعشرین صلاة بلا عمامة وجمعة بعمامة تعدل سبعین جمعة بلا عمامة

ابن عساکر عن ابن عمر صحیح۔ جامع صغیر صفحہ 48، ج 2 یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

پچیس نمازیں بغیر پگڑی کے پڑھنی اور ایک نماز پگڑی کے ساتھ ادا کرنا برابر ہے۔ ایک جمعہ پگڑی کے ساتھ ادا کرنا اور ستر جمعہ بغیر پگڑی کے ادا کرنے برابر ہیں۔

مطلب صاف ہے۔ کہ ایک نماز پگڑی کے ساتھ ادا کرنی پچیس نمازوں کا ثواب اور ایک جمعہ پگڑی کے ساتھ ادا کرنا ستر جمعوں کا ثواب ملتا ہے۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکماً فرمایا ''علیکم با العمائم'' مجمع الزوائد جلد 5 صفحہ 120۔ جامع صغیر صفحہ 164 یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لازم پکڑو پگڑیوں کو۔

علیکم کا لفظ ایسا ہی ہے۔ جیسے علیکم بالجماعت ہے۔ جماعت کو لازم پکڑو۔ کوئی اعتراض کرے۔ کہ علیکم بالعمائم میں نماز کا ذکر نہیں ہے تو جواباً عرض ہے۔ ''علیکم بالجماعة'' میں ہندوستان اور پاکستان کا لفظ کہاں ہے؟ کہ ہندوستان والے اور پاکستان والے جماعت کو لازم پکڑیں یہ تو صرف عرب والوں کو کہا گیا ہے۔ جواب یہ ملے گا۔ حکم عام ہے۔ کہیں کا رہنے والا

ہو۔اسی طرح یہ بھی حکم عام ہے۔

دس ہزار نیکیاں:۔

عشرة الاف حسنة۔کنوز الحقائق علی جامع صغیر صفحہ 5،جلد 2،پگڑی سے نماز پڑھنے سے دس ہزار نیکیاں ملتی ہیں۔سبحان اللہ،کیا درجہ ثواب ہے،ننگے سر نماز پڑھنے سے کتنا ثواب اور درجہ ہے اس کی بھی کوئی حدیث ہونی چاہیے۔

اخبار تنظیم:۔

18 دسمبر 59ھ صفحہ 6 پر تحریر فرماتے ہیں۔

''رسول اللہ ﷺ نے کپڑا افراخ ہونے کے وقت کندھے ڈھکنے کا حکم دیا سر کا نہیں دیا۔اگر ضروری ہوتا تو اس کا بھی حکم ہوتا۔ہاں افضل ہے۔

حضرت مولانا عبداللہ صاحب روپڑی بھی ننگے سر نماز پڑھنے کو افضل نہیں فرماتے بلکہ سر ڈھانک کر نماز پڑھنے کو فضیلت فرماتے ہیں۔کہ''سر ڈھانپ کر نماز پڑھنی افضل ہے۔''

جب سر ڈھانپنے کا حکم نہیں ہے تو پھر فضیلت کیسی؟

مولانا عبدلقادر صاحب:

ضرب الفاس کے صفحہ 19 پر تحریر فرماتے ہیں۔

''اور تین کا افضل ہونا سلف سے ثابت نہیں ہے۔''

مندرجہ بالا احادیث اور مولانا عبداللہ صاحب روپڑی کی تحریر سے ثابت کر دیا کہ تیسرے کپڑے سے نماز پڑھنی افضل ہے۔اور زیادہ ثواب ہے۔دلائل ملاحظہ ہوں۔امام بیہقی باب منعقد فرماتے ہیں۔''کتابُ العیدین میں باب الزینة للعید''صفحہ 280۔

كان النبي صلى الله عليه وسلم يعتم في كل عيد

یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عید میں پگڑی باندھتے تھے

اور امام بیہقی نے اس حدیث پر باب منعقد کیا ہے۔ باب الزینۃ معلوم ہوا پگڑی سے نماز پڑھنی زینت ہے۔

قال رأیت علیا رضی اللہ عنہ خرج یوم العید معتما یمشی ومعہ نحو من اربعۃ الف یمشون معتمین ﴿بیہقی صفحہ 281﴾

راوی کہتا ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور چار ہزار مسلمانوں کو پگڑیاں باندھتے ہوئے عید کی طرف جاتے ہوئے دیکھا۔

صحیفہ اہلِ حدیث کراچی کی شہادت ملاحظہ ہو:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''خذوا زینتکم عند کل مسجد'' اس آیت سے ثابت ہوا کہ ٹوپی یا عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنی اولیٰ و افضل ہے۔ کیونکہ ٹوپی اور عمامہ باعث زیب و زینت ہے اور نمازی کو اچھی ہیئت میں کھڑا ہونا چاہئے۔

﴿صحیفہ یکم محرم 1371ھ صفحہ 29، 14 اکتوبر 1951ء کراچی﴾

ننگے سر نماز پڑھنے والو یہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی کی عبارت تمہارے لئے حجت ہے۔ اور اس پر عمل کرو عمل کی ضرورت ہے۔ میں نے خدا کے فضل سے نبی b کے قول و فعل سے ثابت کر دیا اور صحیفہ کی شہادت بھی پیش کر دی کہ پگڑی اور ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنی بہت ہی زیادہ ثواب اور درجہ ہے۔ خود مولانا عبدالقادر صاحب بھی صفحہ 7 پر تحریر فرماتے ہیں۔

''جو بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پگڑی سر پر رکھ کر نماز پڑھی ہے۔ اس کو مندوب بھی کہتے ہیں اور یہ حسن و جمال ہے۔''

پھر صفحہ 8 پر تحریر فرماتے ہیں۔

''اگر ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ لے گا تو گناہ نہیں۔ نماز صحیح ہے۔ صرف ثواب جو دوسرے کپڑے سے ملنا تھا اس سے محروم رہا۔''

مولانا صاحب اس کو بھی آپ تسلیم فرمالیں کہ جو شخص پگڑی یا ٹوپی سے نماز نہیں پڑھتا وہ ثواب سے محروم ہے۔ کیونکہ شریعت میں دو کپڑوں کی شرط نہیں ہے۔ صرف فضیلت ہے۔ جیسا کہ آپ نے صفحہ 20 پر لکھا ہے۔ اسی طرح یہ تسلیم کر لیا جائے۔ تیسرے کپڑے کی شرط نہیں ہے

افضلیت ہے۔تو جیسے دوسرا کپڑا نہ کرنے کی وجہ سے ثواب سے محروم، ایسے ہی تیسرا کپڑا نہ کرنے کہ وجہ سے ثواب سے محروم۔ (جادو وہ کہ جو سر چڑھ کر بولے)

دوسرا کپڑا نہ ہونے کی وجہ سے ایک کپڑے میں نماز جائز۔اسی طرح پگڑی یا ٹوپی کی عدم موجودگی میں دو کپڑوں میں نماز جائز درست ہے۔ جیسے دو کپڑوں کی موجودگی میں ایک کپڑے میں نماز پڑھنے سے ثواب کم ملتا ہے تو اسی طرح پگڑی یا ٹوپی کے ہوتے ہوئے ننگے سر نماز پڑھنی ثواب سے محروم ہونا ہے۔اب فیصلہ آپ کے ہاتھ ہے۔

''خذوا زینتکم عند کل مسجد'' میں لفظِ کُلِّ مَسْجِدٍ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ صرف بیت اللہ ہی میں زیب و زینت سے نہیں بلکہ ہر مسجد میں زیب و زینت کے ساتھ نماز ادا کرو۔

نتیجہ صاف ہے:

کہ ننگے سر نماز پڑھنی اس ہیت اور شکل کہ بدن پر سب کپڑے ہوتے ہوئے صرف سر پر ٹوپی یا پگڑی اتار کر نماز پڑھنے کا ثبوت نہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے بلکہ یہ بدعت اور من گھڑت مسئلہ ہے۔

جیسے جمعہ کی دوسری اذان مسجد میں کہنی بدعت ہے۔اسی طرح اس شکل سے ننگے سر نماز پڑھنی بھی بدعت ہے۔اگر جمعہ کی دوسری اذان بدعت نہیں ہے تو شاید ننگے سر نماز پڑھنا بھی بدعت نہ ہو۔ہاں ایک کپڑے میں نماز پڑھنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ ؓ سے ثابت ہے۔جو کہ مجبوری اور مسئلہ بتلانے کے لئے عمل کیا گیا۔اگر کوئی اس شکل سے نماز پڑھتا ہے تو جائز درست ہے۔

محدثین نے بھی اپنی ہر کتاب میں ''باب الصلوٰۃ فی الثواب الواحد'' منعقد کیا ہے۔کسی محدث نے ننگے سر کا باب نہیں باندھا۔یہ بدعت صرف چودھویں صدی میں ایجاد ہوئی ہے۔

مولانا عبدالقادر صاحب نے تیسرے کپڑے کا انکار فرمایا خدا کے فضل و کرم سے احادیث نبوی سے ثابت کر دیا گیا۔کہ تیسرا کپڑا ہونا ضروری ہے۔اور اس کا بہت درجہ ثواب ہے۔اور صحیفہ کی شہادت پیش کر دی۔کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''خذوا زینتکم عند کل مسجد'' اس آیت سے پگڑی اور ٹوپی کا ہونا ضروری ثابت

ہوا۔اور فضیلت ثابت ہوئی۔ میں بھی یہی کہتا ہوں کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

صلوا كما رأيتموني اصلي

نماز پڑھو جیسے میں پڑھتا ہوں۔

حضور ﷺ نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی ہے تم بھی ایک کپڑے میں پڑھو۔ حضور ﷺ نے پگڑی اور ٹوپی سے نماز پڑھی۔ تم بھی ٹوپی اور پگڑی سے نماز پڑھو۔ حضور ﷺ نے جس طرح سے نماز پڑھی تم بھی اسی طرح پڑھو۔

ان الله جميل يحب الجمال

اللہ خوبصورت ہے خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔

اور مولانا صاحب بھی لکھتے ہیں کہ نماز پگڑی سے پڑھنی حسن و جمال ہے یعنی خوبصورتی ہے۔اور خوبصورتی کو چھوڑ کر بدصورتی کو اختیار کرنا عقلمندی نہیں ہے۔ ہر انسان خوبصورتی کو پسند کرتا ہے اور بدصورتی سے نفرت کرتا ہے۔خوبصورتی سنت میں ہے نہ کہ بدعت میں۔

خُدا آپ کو کھانے کو تنجن، قورمہ، لال روٹی، کھیر، زردہ، پلاؤ عمدہ عمدہ غذائیں عنایت فرمائے۔ اور آپ کہو کہ ہم نہیں کھاتے ہم تو دال چٹنی ساگ وغیرہ کھائیں گے۔ یہ بدبختی ہے یا نہیں؟

اتستبدلون الذی هو ادنیٰ باالذی هو خیر

کیا بدلتے ہو وہ چیز جو ناقص ہے۔ بدلے اس چیز کے کہ وہ بہتر ہے۔

اسی طرح کپڑے کے ہوتے ہوئے جو بہتر ہے اور ثواب کا باعث ہے۔اس کو چھوڑ کر ننگے سر نماز پڑھنی جس کا ثواب نہیں ہے۔اس پر عمل کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی بے وقوف عمدہ کھانے کو چھوڑ کر ناقص غذا کی رغبت کرتا ہے۔ جبکہ پگڑی اور ٹوپی میں زیادہ ثواب ہے۔اور حکم بھی ہے اس کو چھوڑ کر ننگے سر نماز پڑھنی جس کا ثبوت ہی نہیں ہے۔اس دائم العمل بنانا عین جہالت ہے۔اور فتنہ برپا کرنا ہے۔ثواب کی خاطر مسلمان نماز پڑھتا ہے۔ جبکہ ننگے سر نماز پڑھنے سے ثواب نہ ملا اس سے بڑھ کر بدبخت کون ہوگا۔ مسلمان تو چاہتا ہے کہ ایسا عمل کروں جس میں ثواب ملے۔ اگر کوئی کہے کہ ہم اس ثواب کو سردیوں میں حاصل کر لیتے ہیں تو جناب سردیوں میں اپنی سردی کی وجہ سے پگڑی باندھی نہ کہ ثواب کی غرض سے ثواب کا پتہ گرمیوں میں لگتا ہے۔ تکلیف کے وقت عمل کرنا ہی ثواب

ہے۔اور ایک کپڑے میں نماز پڑھنا زیادہ ثواب نہیں ہے۔ بلکہ حضرت عبداللہ بن عمر نے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے والے کوکسی احسن طریق سے سمجھایا تا کہ وہ یہ عادت چھوڑ دے۔

فدخل علّى ابن عمرو انا اصلى فى ثوب واحد فقال لى الم تكس ثوبين قلت بلى قال ارأيت لو بعثتك الى بعض اهل المدينة اكنت تذهب فى ثوب واحد قلت لا قال فالله احق ان يتجمل ﴿ملاحظہ ہو بیہقی جلد 2، صفحہ 236﴾

یعنی حضرت نافع فرماتے ہیں کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہا تھا۔ مجھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تجھے دو کپڑے پہننے کی طاقت نہیں ہے۔ میں نے جواب دیا کہ ہاں دو کپڑے پہن سکتا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں تجھے مدینہ میں کسی شخص کے پاس بھیجوں کیا اسی حالت میں اس ایک کپڑے میں اُس شخص کے پاس چلا جائے گا؟ میں نے کہا نہیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ زیادہ لائق ہے کہ اس کے سامنے اچھی ہیت اور خوبصورتی کے ساتھ کھڑا ہونا چاہیئے۔

صحیفہ اہل حدیث کراچی کی دوسری شہادت:

ننگے سر نماز پڑھنے کی بدعت ہونے پر ایک شہادت پہلے بیان کر چکا ہوں۔ کہ جمعہ کے روز دوسری اذان دینی مسجد میں بدعت ہے۔ اور مسجد سے باہر جائز اسی طرح ایک کپڑے میں نماز جائز اور بدن پر کپڑے ہوتے ہوئے سر پر سے ٹوپی یا پگڑی اتار کر رکھنی بدعت ہے۔ اگر جمعہ کی اذان دوسری مسجد میں دینی جائز ہے تو اس شکل سے نماز پڑھنی بھی جائز ہے۔ اب دوسری شہادت ملاحظہ ہو۔ ﴿صحیفہ اہلحدیث کراچی یکم صفر 1982ء صفحہ 20﴾

سوال:۔ آپ نے صحیفہ اہلِ حدیث میں لکھا ہے کہ صبح کی نماز میں دُعائے قنوت پڑھنا بدعت ہے جو چیز حدیث سے ثابت ہے۔ وہ بدعت کس طرح ہوسکتی ہے؟

جواب:۔ صبح کی نماز میں بالدوام قنوت پڑھنا جیسا کہ شوافع کا مذہب ہے۔ واقعی بدعت ہے۔ حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مواظبت کے ساتھ صبح کی نماز میں قنوت پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ الخ (یہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی کی عبارت ہے)

صحیفہ اہلِ حدیث کے مفتی صاحب کی خدمت عالیہ میں عرض ہے جبکہ دعائے قنوت کا

ثبوت حضور ﷺ سے ہے صرف ہمیشہ دعائے قنوت پڑھنے کو بدعت فرمایا جا رہا ہے۔ کہ ہمیشگی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت نہیں ہے۔

کیوں جناب! ننگے سر نماز پڑھنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہمیشگی ثابت ہے اگر ثابت ہے تو پیش فرمائیں۔ ورنہ اس کو بھی بدعت لکھئے۔ فیصلہ اب آپ کے ہاتھ میں ہے۔ جیسے دعا قنوت ہمیشہ پڑھنی بدعت ہے۔ اور حادثہ کے وقت جائز ہے۔ اسی طرح ننگے سر نماز پڑھنی کپڑا میسر نہ ہونے کی صورت میں بہ امر مجبوری جائز اور کپڑا ہوتے ہوئے ننگے سر نماز پڑھنا بدعت ہے۔ اگر ننگے سر نماز پڑھنا بدعت نہیں ہے تو دعا قنوت پڑھنا بھی بدعت نہیں ہے۔

مولانا محمد حنیف صاحب خطیب مگھیانہ نے بھی غالباً ایک رسالہ ''قول فیصل'' کے نام سے لکھا ہے۔ انہوں نے تحریر فرمایا ہے کہ مسجد میں ٹوپیاں رکھنی بدعت ہیں اور انہوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ ننگے سر نماز پڑھی جائے اور اس کے ثبوت ایک کپڑے والی دلیل پیش فرمائی۔ چنانچہ مولانا صاحب ممدوح کی خدمت عالیہ میں عرض ہے۔ کہ مسجد میں ٹوپیاں رکھنے کو آپ نے بدعت کیسے فرمایا؟ جب کہ سر ڈھانپنا ثابت ہے۔ اور آپ مانتے ہو۔ پھر بدعت کیوں اگر سر ڈھانپنے کا ثبوت نہیں ہے۔ جیسا کہ احرام کی حالت میں منع ہے تو پھر واقعی جناب کا لکھنا کہ مسجد میں ٹوپیاں رکھنی بدعت ہیں درست ہے۔

کیوں جناب! مسجد میں چٹائیاں بچھانی، پنکھے ڈالنے اور مسجد میں ٹونٹیاں لگانی کیا اس کا بھی ثبوت ہے۔ حضور ﷺ کی مسجد میں یہ چیزیں تھیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو ثبوت دو۔ اور اگر جواب انکار میں ہے تو یہ بھی بدعت ہیں۔ مہربانی فرما کر ان بدعتوں کو مٹاؤ۔ اگر آپ یہ فرمائیں کہ ضرورت کے ماتحت چٹائیاں، پنکھے، ٹونٹیاں وغیرہ وغیرہ جائز ہیں تو میں بھی یہی عرض کروں گا کہ ضرورت کے ماتحت ٹوپیاں رکھنی بھی جائز ہیں تا کہ ننگے سر نماز پڑھنے کی بدعت ختم ہو جائے۔

خدا ہر ایک مسلمان کو قرآن و حدیث کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ ثم آمین۔ وما علینا الا البلاغ

احقر عبد اللہ

خطیب، جامع مسجد اہلِ حدیث، ڈیرہ غازی خان

مآخذ ومراجع کتب

1 قرآن مجید
2 تفسیر نور العرفان
3 تفسیر روح البیان
4 تفسیر روح المعانی
5 تفسیر در منثور
6 تفسیر مدارک
7 تفسیر ابن کثیر
8 صحیح بخاری
9 صحیح مسلم
10 جامع ترمذی
11 سنن نسائی
12 سنن نسائی مع التعلیقات
13 سنن ابوداؤد
14 مشکوٰۃ المصابیح
15 سنن کبریٰ بیہقی
16 مصنف عبدالرزاق
17 مصنف ابن ابی شیبہ
18 مجمع الزوائد
19 مسند الفردوس
20 کنز العمال
21 مستدرک
22 المعجم الکبیر للطبرانی
23 جامع صغیر
24 فتح الباری
25 اتحاف السادۃ المتقین
26 تاریخ مدینہ دمشق ابن عساکر
27 تاریخ بغداد
28 فیض القدیر
29 سراج المنیر
30 زرقانی شریف
31 سیرت حلبیہ
32 احیاء العلوم
33 المدخل
34 کشف الغمہ
35 غنیۃ الطالبین
36 تذکرۃ الاولیاء
37 بدائع الصنائع
38 فتاویٰ عالمگیری
39 طحطاوی علی الدر المختار
40 درمختار
41 بحرالرائق
42 خلاصۃ الفتاویٰ

43 فتاویٰ رضویہ

44 فتاویٰ نعیمیہ

45 جوابات رضویہ

46 احمد البیان

47 عمامہ سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

عیسائی کتب

48 انجیل

کتب وہابیہ

49 فتاویٰ نذیریہ

50 فتاویٰ ثنائیہ

51 فتاویٰ ستاریہ

52 فتاویٰ علمائے حدیث

53 فتاویٰ برکاتیہ

54 تاریخ اہلحدیث

55 زادالمعاد

56 لغات الحدیث

57 کنزالحقائق

58 حیات وحید الزمان

59 داؤد غزنوی

60 اتمام المنۃ

61 تیسیر الباری

62 کتاب التعویزات

63 آپ کے مسائل

64 ننگے سر نماز

65 نماز میں سر ڈھانپنے کا مسئلہ

66 تخریج نماز نبوی

67 ہفت روزہ الاعتصام 8 ستمبر 1995ء

68 ہفت روزہ الاعتصام 8 جنوری 1993ء

69 ہفت روزہ الاعتصام 28 ربیع الآخر 1419ھ

70 رسالہ اہلحدیث سوہدرہ جلد 15، شمارہ 34

71 ہفت روزہ صحیفہ اہلحدیث کراچی یکم محرم 1371ھ

72 ہفت روزہ اہلحدیث لاہور اکتوبر 1991ء